Www.kashmirulyoum.com.pk

کشمیری عوام کی امنگوں کا ترجمان

راولپنڈی

کشمیر الیوم

ماہنامہ

(رجسٹرڈ)

جلد نمبر 20، شمارہ نمبر 2، ستمبر 2022ء صفر ربیع الاول ۱۴۴۴ھ

مدیرِ اعلیٰ : شیخ محمد امین

مدیر : فاروق احمد

نمائندگان

شمالی پنجاب : ارشد ایوب

آزاد جموں و کشمیر : غازی محمد اعظم

سرینگر : سید مزمل حسین سہروردی

جموں : وجے کمار رینا

لداخ : جعفر حسین علوی

لندن : انوار الحق

نیو یارک : فائزہ نذیر

ڈیزائننگ : شیخ ابو حماد

کمپوزنگ :

مینجر فائنانس / سرکولیشن : شبیر یوسف

معاون سرکولیشن : طارق احمد

انچارج شعبہ اشتہارات : راجہ محمد شفیق

ویب انچارج : ڈاکٹر بلال احمد

مجلس مشاورت

متین فکری

عرفان صدیقی

حامد میر

سرور منیر راؤ

رُباب عائشہ

عاصم قدیر رانا

اس شمارے میں

اداریہ	سید علی گیلانیؒ زندہ ہیں!!	چیف ایڈیٹر کے قلم سے	3
بلا تکلف	سید علی گیلانیؒ کا عالم بالا سے خطاب	متین فکری	4
گرداب	امام سید علی گیلانیؒ۔۔کشمیر کا مرد آہن	سید عارف بہار	6
حریت فکر	ایک شخص ایک کارواں	سیف اللہ خالد	8
فکر و نظر	امام گیلانیؒ۔۔عزیمت و استقامت کا کوہ گراں	عبدالرشید ترابی	10
امام گیلانیؒ	سید علی گیلانیؒ ایک عہد ساز شخصیت	ڈاکٹر غلام نبی فلاحی	12
امامت	سلام اے بطل حریت۔۔۔	ڈاکٹر عبدالرؤف	18
آئینہ	خط بنام امام سید علی گیلانیؒ	ڈاکٹر قاسم بن حسن	20
حرف حُر	امام گیلانیؒ۔۔ایک بحر بیکراں!!	حمید اللہ عابد	21
نقش و خیال	سید علی گیلانیؒ۔۔استقامت کا کوہ گراں	راجہ ذاکر خان	23
اظہار خیال	امام گیلانیؒ کا ایک تاریخی خطاب	اویس بلال	24
شخصیات	مولانا سید جلال الدین عمریؒ	ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی	26
کشمیر کے شب و روز	مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان خونی معرکے۔۔۔	ہمایوں قیصر	30

پبلشر : خواجہ محمد شہباز

مقامِ اشاعت : D-1005، سیٹلائیٹ ٹاؤن، راولپنڈی

مطبع : والضحیٰ پرنٹرز، قیصر پلازہ، صدر، راولپنڈی

قیمت 40 روپے، سالانہ زر تعاون 400 روپے

Regd. No. 885

Mails. B/NPR-234

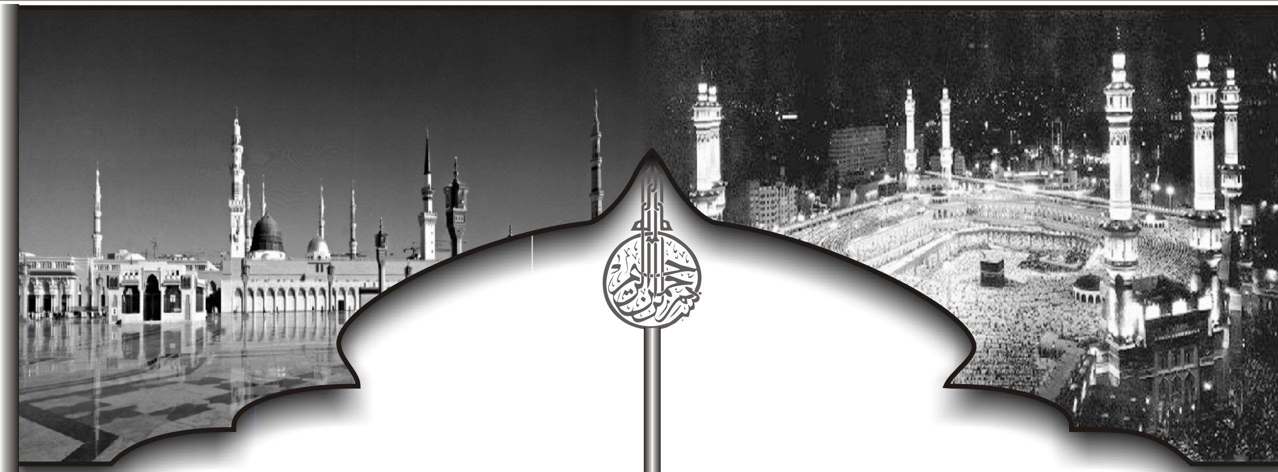

القرآن

ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے!!!

پھر بھلا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے ایک صاف شہادت رکھتا تھا، اس کے بعد ایک گواہ بھی پروردگار کی طرف سے (اس شہادت کی تائید) میں آ گیا، اور پہلے موسیٰ کی کتاب رہنما اور رحمت کے طور پر آئی ہوئی بھی موجود تھی (کیا وہ بھی دنیا پرستوں کی طرح اس سے انکار کر سکتا ہے؟) ایسے لوگ تو اس پر ایمان ہی لائیں گے۔ اور انسانی گروہوں میں سے جو کوئی اس کا انکار کرے تو اس کے لیے جس جگہ کا وعدہ ہے وہ دوزخ ہے۔ پس اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم)، تم اس چیز کی طرف سے کسی شک میں نہ پڑنا، یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے مگر اکثر لوگ نہیں مانتے۔

اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ گھڑے؟ ایسے لوگ اپنے رب کے حضور پیش ہونگے اور گواہ شہادت دیں گے کہ یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ گھڑا تھا۔ سنو! خدا کی لعنت ہے ظالموں پر۔۔۔ان ظالموں پر جو خدا کے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں، اس کے راستے کو ٹیڑھا کرنا چاہتے ہیں اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔۔۔۔ وہ زمین میں اللہ کو بے بس کرنے والے نہ تھے اور نہ اللہ کے مقابلے میں کوئی ان کا حامی تھا۔ انہیں اب دوہرا عذاب دیا جائے گا۔ وہ نہ کسی کی سن ہی سکتے تھے اور نہ خود ہی انہیں کچھ سوجھتا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خود گھاٹے میں ڈالا اور وہ سب کچھ ان سے کھویا گیا جو انہوں نے گھڑ رکھا تھا۔

ناگزیر ہے کہ وہی آخرت میں سب سے بڑھ کر گھاٹے میں رہیں۔ رہے وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے اور اپنے رب ہی کے ہو کر رہے، تو یقیناً وہ جنّتی لوگ ہیں اور جنّت میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

سورہ ہود آیت نمبر 17 تا23 تفہیم القرآن سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

الحدیث

آخرت کی تیاری کے لیے بہترین ترغیب!!!

حضرت انسؓ ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”قیامت والے دن جہنمیوں میں سے ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ خوشحال رہا ہوگا، اسے جہنم میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم: کیا تو نے کبھی بھلائی (راحت) دیکھی؟ کیا کبھی تجھ پر خوشحالی کا گزر ہوا؟ وہ کہے گا: نہیں، اللہ کی قسم، اے میرے رب! اور جنتیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ دکھی اور مصیبت زدہ تھا، اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدام! کیا تو نے کبھی سختی اور کبھی تنگی دیکھی ہے؟ کیا تیرے ساتھ کبھی سختی کا گزر ہوا؟ وہ کہے گا: نہیں اللہ کی قسم! میرے ساتھ کبھی سختی کا گزر نہیں ہوا، نہ کبھی میں نے سختی اور تکلیف ہی دیکھی۔“ (مسلم)

فوائد ومسائل: 1۔ اس میں بھی آخرت کی زندگی کی ترغیب ہے کہ دنیا کی یہ نعمتیں، جن کے حصول کے لئے انسان شریعت کے ضابطوں کو پامال کرتا ہے، جہنم کی ایک غوطے ہی سے فراموش ہو جائیں گی، اس لیے کیوں نہ انسان ایمان وعمل صالح کی زندگی اختیار کرے تاکہ آخرت کی دائمی نعمتوں اور اس کے مسرتوں سے وہ ہمکنار ہو۔

۲۔ اس دنیا میں دکھوں اور پریشانیوں کی زندگی بسر کرنے والے مومنوں کے لئے امید اور حوصلہ ہے کہ یہ دنیا کی زندگی مشکالات میں سہی لیکن بہت جلد ختم ہو جائے گی اور جنت کی نعمتیں دیکھتے ہی ساری مشکلات بھول جائیں گی۔

اندھیروں میں چراغ جلانے والے سید گیلانیؒ زندہ ہیں!!!

آغا شورش کشمیریؒ نے ایک موقعہ پر سید مودودیؒ کو ایک نہایت ہی جذباتی خط لکھا جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ دنیا میں لوگوں کی اکثریت حق کا ساتھ دینے کے بجائے باطل کے ساتھ ہی کھڑی ہو جاتی ہے اور یوں دیکھنے میں آرہا ہے کہ تاریخ انسانی میں ہمیشہ باطل کی فتح ہوئی ہے''۔شورش کشمیری کے خط کا جواب مولاناؒ نے کچھ یوں دیا ''حق کے متعلق یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ وہ بجائے خود 'حق' ہے، وہ ایسی مستقل اقدار کا نام ہے۔ جو سراسر صحیح اور صادق ہیں۔اگر تمام دنیا اس سے منحرف ہو جائے۔۔تب بھی وہ حق ہی ہے؛ کیونکہ اس کا حق ہونا اس شرط سے مشروط نہیں ہے کہ دنیا اس کو مان لے، دنیا کا ماننا نہ ماننا سرے سے حق و باطل کے فیصلے کا معیار ہی نہیں ہے۔۔دنیا حق کو نہیں مانتی تو حق ناکام نہیں ہے۔۔ بلکہ ناکام وہ دنیا ہے۔۔جس نے اسے نہ مانا اور باطل کو قبول کرلیا... ناکام وہ قوم ہوئی۔۔جس نے انھیں رد کر دیا اور باطل پرستوں کو اپنا رہنما بنایا۔اس میں شک نہیں کہ دنیا میں بات وہی چلتی ہے۔۔ جسے لوگ بالعموم قبول کرلیں۔۔اور وہ بات نہیں چلتی جسے لوگ بالعموم رد کردیں۔۔لیکن لوگوں کا رد و قبول ھرگز حق و باطل کا معیار نہیں ہے۔۔لوگوں کی اکثریت اگر اندھیروں میں بھٹکنا اور ٹھوکریں کھانا چاہتی ہے۔۔تو خوشی سے بھٹکے اور ٹھوکریں کھاتی رہے۔ ہمارا کام بہر حال اندھیروں میں چراغ جلانا ہے"

سید علی گیلانیؒ نے سید مودودی کی حق کی اس تشریح کو من و عن نہ صرف قبول کیا بلکہ زندگی کی آخری سانس تک اس پر ڈٹے رہے اور الحمدللہ کامیاب ہو کر رب العالمین کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔انہوں نے پوری زندگی سختیاں، جیل، تشدد اسی امید میں برداشت کیں کہ حق کا بول بالا ہوگا اور ریاست جموں و کشمیر غلامی کی زنجیروں سے آزاد ہوگی۔ وہ ایک پرعزم، پروقار اور ایک موقف پر ڈٹے رہنے والے قائد تھے۔ان کی زندگی کا بیشتر حصہ جیلوں میں گزرا جبکہ زندگی کے آخری 11 برس وہ اپنے ہی گھر میں نظر بند رہے۔دوران اسیری انہیں صحت کے سنگین مسائل پیدا ہوئے۔ان کے دل کے ساتھ پیس میکر لگا ہوا تھا۔ان کا پتہ اور ایک گردہ نکالا جاچکا تھا جبکہ دوسرے گردے کا بھی تیسرا حصہ آپریشن کر کے نکالا جاچکا تھا۔لیکن کبھی بھی باطل قوتوں سے رحم کی بھیک نہ مانگی۔ بقول نعیمہ مہجور جس طرح ان کی زندگی گذشتہ چار دہائیوں سے ہندوستان جیسے بڑے ملک پر حاوی رہی اس سے زیادہ ان کی موت اگلے دسیوں دہائیوں تک پورے برصغیر پر حاوی رہے گی۔سید گیلانیؒ جیسا میں خود انہیں بہت قریب سے جانتا ہوں۔ وہ کبھی بھی کسی کی طاقت یا شخصیت سے مرعوب نہیں ہوتے تھے۔ پرائے تو پرائے اپنے بھی کبھی کبھار ان سے خائف رہتے تھے لیکن وہ جسے حق سمجھتے تھے اس پر ڈٹ جاتے تھے۔ مسئلہ کشمیر کے اہم فریق پاکستان جس کے ساتھ وہ رائے شماری کی بنیاد پر ریاست کا الحاق کرنے کے حق میں تھے، کی طرف سے بھی اگر وہ اسلام اور تحریک آزادی کے حوالے سے کوئی غلط اقدام دیکھتے تو کھلے عام اس کی سرزنش کرتے۔ پاکستانی قیادت کا خیال تھا کہ ان کے کہنے یا ان کے مشورے پر وہ شاید کسی وقت اپنے موقف میں لچک بھی لا سکتے ہیں لیکن ان کی یہ سوچ وقت اور تاریخ نے غلط ثابت کی۔انہوں نے پاکستانی حکمرانوں پر واضح کر دیا کہ بش، بلیر اور شیراک کی کہانیاں کسی اور کو سناو، ہم نے اپنا سودا اللہ کے ساتھ کیا ہے۔اور پھر وہی ہوا۔بش، بلیر اور شیراک پر ایمان لانے والے نشان عبرت بن گئے۔اور سیدؒ سرخ رو ہو کر حق کی علامت بن گئے۔

وہ مایوس انسان نہیں تھے۔حق کی خاطر جدوجہد کی اور اسی حق کے راستے میں جاں جاں آفرین کے سپرد کر دی۔ وہؒ سید تھے۔سید مودودیؒ کے شاگرد اور امام عالی مقام امام حسینؓ کے مشن کے راہی۔ان کے بے جان لاشے کے ساتھ جو سلوک ہوا، اس نے امام عالی مقامؓ کی یاد تازہ کی۔ یزیدوں اور کوفیوں کا چہرہ بے نقاب کیا اور اس حقیقت کی واشگاف انداز میں تصدیق کی کہ۔۔۔جس طرح ان کی زندگی گذشتہ چار دہائیوں سے ہندوستان جیسے بڑے ملک پر حاوی رہی اس سے زیادہ ان کی موت اگلے دسیوں دہائیوں تک پورے برصغیر پر حاوی رہے گی۔۔ وہ زندہ ہیں اور تاابد زندہ رہیں گے۔ان شاءاللہ

☆☆☆

سید علی گیلانیؒ کا عالم بالا سے خطاب

سید علی گیلانیؒ کی زندگی مسلسل جدو جہد اور عزم و عمل سے عبارت تھی۔

وہ جب تک زندہ رہے نہ ان کے حوصلے میں کمی آئی نہ ان کے یقین میں لغزش پیدا ہوئی

پاکستان نے اپنی زندگی کے پچھتر سال پورے کر لیے، لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ کشمیر کے بغیر پاکستان بدستور نامکمل ہے وہ اس عرصہ میں کشمیر تو حاصل نہ کر سکا البتہ اپنا مشرقی بازو ضرور گنوا بیٹھا ہے

متین فکری

سید علی گیلانیؒ کی زندگی مسلسل جدو جہد اور عزم و عمل سے عبارت تھی۔ وہ جب تک زندہ رہے نہ ان کے حوصلے میں کمی آئی نہ ان کے یقین میں لغزش پیدا ہوئی وہ بھارتی استعمار کے خلاف ایک کوہِ استقامت بن کر ڈٹے رہے۔ ان کی جدو جہد کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اوّل یہ کہ ریاست جموں وکشمیر کو بھارت کے غاصبانہ قبضے سے آزاد کرانا دوم یہ کہ ریاست کو پاکستان کا حصہ قرار دیکر وطن عزیز میں نفاذ اسلام کی جد وجہد کرنا۔ وہ اوّل و آخر پاکستانی تھے اور اپنے پاکستانی ہونے پر فخر کا اظہار کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ جنرل پرویز مشرف کے دور میں بہت سے کشمیری لیڈر بھارتی پاسپورٹ پر دوستی بس کے ذریعے سرینگر سے مظفر آباد اور پھر پاکستان آئے لیکن گیلانی صاحب نے بھارتی شہری کی حیثیت سے پاکستان آنا گوارا نہ کیا وہ دمِ آخر تک پاکستانی ہونے پر فخر کا اظہار کرتے رہے۔ ان کا مقبول ترین نعرہ تھا '' ہم پاکستانی ہیں پاکستان ہمارا ہے'' وہ یہ نعرہ کشمیر کے اجتماع میں جھوم جھوم کے لگاتے اور پورا مجمع ان کا ساتھ دیتا تھا۔ وہ پاکستان میں اس لئے شامل نہیں ہونا چاہتے تھے کہ یہ مسلمانوں کا ملک ہے اور کشمیر کے ساتھ اس کے مذہبی، تہذیبی، ثقافتی اور جغرافیائی رشتے قائم ہیں بلکہ ''پاکستانی شہری کی حیثیت سے اسے اسلامی فلاحی مملکت کے روپ میں دیکھنا چاہتے تھے۔ علامہ اقبالؒ اور مولانا مودودیؒ ان کے آئیڈیل تھے۔ ایک نے مسلم اکثریتی علاقوں میں پاکستان کا تصور پیش کیا تھا اور دوسرا اس نوزائیدہ مملکت میں نفاذ اسلام کی جدوجہد کر رہا تھا۔ گیلانی صاحب بھی اس رجلِ رشید اور اس کے ساتھیوں کی معیت میں یہ مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ مولانا مودودیؒ تو بہت پہلے اپنی نذر پوری کر کے اللہ کے حضور پیش ہو گئے اور گیلانی صاحب ایک سال قبل یکم ستمبر 2021 کو راہی ملک عدم ہو گئے۔

سید علی گیلانیؒ اب ہم میں سے نہیں لیکن ان کا روحانی فیض عام جاری ہے۔ وہ آج بھی روحانی طور پر کشمیر میں آزادی کی جد وجہد کی قیادت کر رہے ہیں۔ پاکستان کے معاملات میں بھی ان کی دلچسپی برقرار ہے۔ پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس پر ان کی روح شدید بے چینی محسوس کر رہی ہے۔ عالم خیال میں ہم نے دیکھا کہ پاکستان کی پچھترویں سالگرہ کے موقع پر مینار پاکستان کے سبزہ زار میں محبان وطن کا ایک عظیم الشان اجتماع برپا ہے جس سے سید علی گیلانی کو عالم بالا سے خطاب کی دعوت دی گئی ہے۔ سٹیج پر بہت بڑی سکرین لگائی گئی ہے جس پر سید علی گیلانی کی شبیہ ابھرتی ہے اور وہ اہل پاکستان سے یوں مخاطب ہوتے ہیں ''میرے پاکستانی بھائیو، بہنو، بیٹو، بیٹیو، جوانو اور بوڑھو اور بچو۔۔ میں پاکستان کے پچھتر سال مکمل ہونے پر آپ سب لوگوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن یہ قائداعظم کا پاکستان نہیں ہے جس کے برصغیر کے لاکھوں مسلمانوں نے جان و مال اور عزت وآبرو کی قربانی دی تھی اور اپنا سب کچھ لٹا کر پاکستان کو قبول کیا تھا۔ قائداعظم کے پاکستان کو تو حکمرانوں کی ہوس اقتدار نے چوبیس سال بعد ہی ٹکڑے کر دیا تھا۔ اب باقی ماندہ پاکستان کی جان کے بھی لالے پڑے ہیں اور سیاستدان ایک دوسرے کے جانی دشمن بنے ہوئے ہیں۔ میں پاکستانی ہوں اس لئے یہ سب کچھ دیکھ کر میرا دل کڑھ رہا ہے۔ میرے کشمیری بھائی بھی دل گرفتہ ہیں وہ بجا طور پر محسوس کرتے ہیں کہ جو توانائی کشمیر کو آزاد کرانے میں صرف ہونی چاہیے تھی وہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں ضائع ہو رہی ہے اگر آپ لوگ ناراض نہ ہوں تو میں آپ کو صاف صاف بتانا چاہتا ہوں کہ ریاست جموں وکشمیر کو بھارتی قبضے سے آزاد کرانا کبھی آپ کا نصب العین نہیں رہا۔ نہ آپ کی سول قیادت کا نہ آپ کی فوجی قیادت کا۔ سول قیادت کا یہ حال تھا کہ اسے مسئلہ کشمیر سے زیادہ اپنے کاروبار، اپنی شوگر ملوں اور بھارت سے دوستی بڑھانے میں دلچسپی تھی۔ یہ بات بھی ریکارڈ پر ہے کہ ایک پاکستانی وزیراعظم رات گئے اپنے بھارتی ہم منصب سے ہاٹ لائن پر رابطہ کر کے اسے کنٹرول لائن کے راستے مجاہدین کی نقل وحرکت سے آگاہ کیا کرتا تھا جبکہ فوجی قیادت کا رویہ بھی مسئلہ

علامہ اقبالؒ اور مولانا مودودیؒ ان کے آئیڈیل تھے ۔ایک نے مسلم اکثریتی علاقوں میں پاکستان کا تصور پیش کیا تھا اور دوسرا اس نوزائیدہ مملکت میں نفاذ اسلام کی جدوجہد کررہا تھا۔گیلانی صاحب بھی اس رجلِ رشید اوراس کے ساتھیوں کی معیت میں یہ مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔مولانا مودودیؒ تو بہت پہلے اپنی نذر پوری کرکے اللہ کے حضور پیش ہوگئے اور گیلانی صاحب ایک سال قبل یکم ستمبر 2021 کوراہی ملک عدم ہوگئے

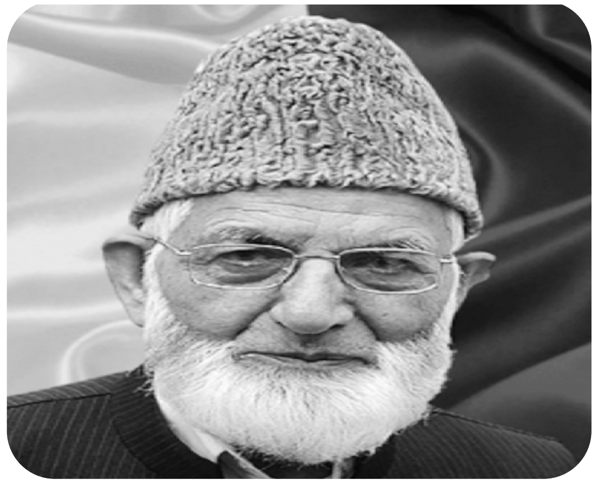

کشمیر کے حوالے سے بہت مایوس کن اور شرمناک رہا۔جب بھی کشمیر کو آزاد کرانے کا موقع آیا،فوجی قیادت پیچھے ہٹ گئی اور موقع ضائع ہوگیا۔1948 میں قبائلی مجاہدین کو واپس بلانے کا فیصلہ ایک سنگین غلطی تھی جس کے نتیجے میں سرینگر آزاد ہوتے رہ گیا۔پھر1962 میں ایک موقع جب پاکستان چین کے درپردہ حمایت سے فوجی کارروائی کرکے کشمیر کو آزاد کراسکتا تھالیکن فوجی قیادت جواس وقت ملک میں برسراقتدار تھی،مذاکرات میں الجھ کر رہ گئی۔مذاکرات کے بارے میں یہ عرض کردوں کہ بھارت کے ساتھ مذاکرات ہمیشہ خسارے کا سودا رہا۔بھارت کا پہلا وزیراعظم پنڈت جواہر لعل نہرو نہایت مکار،عیار اور جھوٹا شخص تھا۔ابتداء میں کشمیر پر بھارت کی گرفت بہت کمزور تھی پاکستان ذراسی ہمت کرتا تو کشمیر پر قبضہ کرسکتا تھا۔نہرو کو اس صورت حال کا احساس تھا چنانچہ وہ یہ مسئلہ لے کر اقوام متحدہ میں چلا گیا اور علاقے میں جنگ بندی کروادی اس نے اقوام متحدہ کو اور کشمیری عوام کو بار بار یقین دہانی کرائی کہ حالات بہتر ہوتے ہی کشمیر میں آزادانہ رائے شماری کرادی جائے گی اور کشمیری عوام اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرسکیں گے لیکن درپردہ وہ مقبوضہ کشمیر میں اپنی فوجی گرفت مضبوط کرتا رہا۔جونہی اسے اندازہ ہوا کہ وہ پاکستان کی مہم جوئی کو ناکام بناسکتا ہے تو اپنے وعدے سے پھر گیا لیکن میں کہتا ہوں کہ پاکستان نے کشمیر پر کبھی مہم جوئی کی ہی نہیں اگر کرتا تو کشمیری عوام کو اپنی پشت پر پاتا اور کامیابی اس کے قدم چومتی۔

پاکستان نے اپنی زندگی کے پچھتر سال پورے کرلیے ،ایک پاکستانی کی حیثیت سے مجھے بھی اس بات کی خوشی ہے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ کشمیر کے بغیر پاکستان بدستور نامکمل ہے وہ اس عرصہ میں کشمیر تو حاصل نہ کرسکا البتہ اپنا مشرقی بازو ضرور گنوا بیٹھا ہے۔کشمیر کو بھارت نے اپنے اندر ضم کرلیا ہے اس طرح اس نے مسئلہ کشمیر سے جان چھڑانے کی مذموم کوشش کی ہے لیکن یہ اس کی بھول ہے کشمیر میں جب تک ایک کشمیری بھی زندہ ہے مسئلہ کشمیر برقرار رہے گا۔کشمیری پاکستان کے یوم آزادی پر پاکستانی پرچم لہراتے اور گھروں پر چراغاں کرتے ہیں جبکہ اگلے دن بھارت کے یوم آزادی کو یوم سیاہ کے طور پر مناتے اور مکمل ہڑتال کرتے ہیں۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسئلہ کشمیر زندہ ہے اور جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا زندہ رہے گا۔ ’’کشمیر زندہ باد پاکستان پائندہ باد‘‘۔اس کے ساتھ ہی سکرین سے گیلانیؒ صاحب کی شبیہ غائب ہوگئی اور ہم آنکھ ملتے رہ گئے۔

جناب متین فکری پاکستان کے ممتاز صحافی ،دانشور،محقق اور مصنف ہیں۔روزنامہ جنگ کشمیر ایڈیشن کے ایڈیٹر کی حیثیت سے بھی فرائض انجام دے چکے ہیں۔کشمیر اور تحریک آزادی کشمیر کیلئے ان کی قلمی وعلمی محاذ پر جدوجہد سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔کشمیرالیوم کیلئے اس پیرانہ سالی میں بھی مستقل بنیادوں پر بلامعاوضہ لکھتے ہیں۔

اگر آپ لوگ ناراض نہ ہوں تو میں آپ کو صاف صاف بتانا چاہتا ہوں کہ ریاست جموں وکشمیر کو بھارتی قبضے سے آزاد کرانا کبھی آپ کا نصب العین نہیں رہا۔نہ آپ کی سول قیادت کا نہ آپ کی فوجی قیادت کا۔سول قیادت کا یہ حال تھا کہ اسے مسئلہ کشمیر سے زیادہ اپنے کاروبار،اپنی شوگر ملوں اور بھارت سے دوستی بڑھانے میں دلچسپی تھی۔یہ بات بھی ریکارڈ پر ہے کہ ایک پاکستانی وزیراعظم رات گئے اپنے بھارتی ہم منصب سے ہاٹ لائن پر رابطہ کرکے اسے کنٹرول لائن کے راستے مجاہدین کی نقل وحرکت سے آگاہ کیا کرتا تھا جبکہ فوجی قیادت کا رویہ بھی مسئلہ کشمیر کے حوالے سے بہت مایوس کن اور شرمناک رہا۔جب بھی کشمیر کو آزاد کرانے کا موقع آیا،فوجی قیادت پیچھے ہٹ گئی اور موقع ضائع ہوگیا

امام سید علی گیلانیؒ ۔۔ کشمیر کا مردِ آہن

زندہ گیلانی سے ہمیشہ خوف کھانے والا بھارت ان کی لاش سے بھی خوفزدہ رہا

انہوں نے امریکی دباؤ پر پاکستان اور بھارت کے درمیان شروع ہونے والے ''پیس پروسیس'' میں پیشگی ضمانتوں اور یقین دہانیوں کے بغیر شامل ہونے سے انکار کیا تھا

سید عارف بہار

تحریک آزادیٔ کشمیر کے بانوے سالہ راہنما سید علی گیلانی ایک سال قبل گیارہ سالہ نظر بندی کو ٹھکراتے ہوئے زندگی کی آخری سانس لے کر ابد کی آزاد راہوں اور جنت کی آزاد فضاؤں کی جانب کوچ کر گئے تھے۔ حکومت پاکستان نے ان کی وفات پر ایک روزہ سوگ کا اعلان کرتے ہوئے قومی پرچم سرنگوں کرنے اور آزاد کشمیر حکومت نے ایک روزہ تعطیل اور تین روزہ سوگ کا اعلان کیا تھا۔ اس وقت کے وزیر اعظم عمران خان اور آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ نے بیانات میں سید علی گیلانی کی تاریخی جدوجہد کو خراج پیش کیا تھا۔ بھارتی حکومت نے سید علی گیلانی کی وفات کی خبر پھیلتے ہی گھر کا محاصرہ کر لیا اور بھارتی فوج اور پولیس کے افسروں نے گھر میں ڈیرے ڈال دیئے ۔لوگوں کو سید علی گیلانی کی رہائش گاہ تک پہنچنے سے روکنے کے جا بجا رکاوٹیں کھڑی کی گئیں اور وادی میں کرفیو لگا کر انٹرنیٹ سروس معطل کر دی ۔سید علی گیلانی نے مزار شہدا میں تدفین کی وصیت کی تھی اس وصیت کی تکمیل سے خوف زدہ بھارت نے ان کے اہل خانہ پر رات کی تاریکی میں تدفین کے لئے دباؤ ڈالنا شروع کیا اور یہ دھمکی دی اگر ان کی ہدایت پر عمل نہ کیا گیا وہ فوج جنازے کو اپنی تحویل میں لے کر کسی نامعلوم مقام پر تدفین کرے گی جس طرح گزشتہ برسوں سے شہدا کے جنازوں کے ساتھ کیا جاتا ہے ۔سید علی گیلانی تین عشرے سے جاری مزاحمت کے مقبول ترین لیڈر شمار کئے جاتے تھے ۔وہ ایک جرأت مند، دلیر اور آہنی عزم اور اعصاب کی حامل شخصیت تھے جس بات کو حق سچ سمجھتے اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے گریز نہ کرتے۔ ان کی مقبولیت کا گراف دو ہزار کی دہائی میں اچانک اس وقت بلند ہونا شروع ہوا جب انہوں نے امریکی دباؤ پر پاکستان اور بھارت کے درمیان شروع ہونے والی ''پیس پروسیس'' میں پیشگی ضمانتوں اور یقین دہانیوں کے

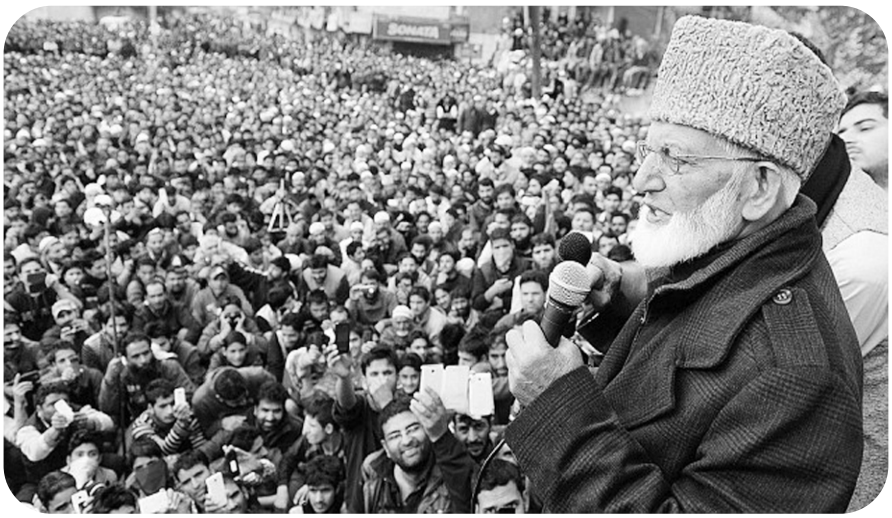

بغیر شامل ہونے سے انکار کیا تھا۔ ان کا موقف تھا کہ بھارت اشارتاً ہی سہی جب تک کشمیر کو متنازعہ تسلیم نہیں کرتا حالات اور زمینی حقائق میں تبدیلی ممکن نہیں۔ حریت کانفرنس کے پلیٹ فارم سے ان کے قد آور ساتھیوں کی اکثریت ''پیس پروسیس'' کے نام سے اس مشق کا حصہ بن گئی اور یوں علی گیلانی بظاہر تنہا رہ گئے ۔ یہ وہی زمانہ تھا جب وادی کشمیر میں سیاسی قیادت اور دانشور حلقوں میں جنرل پرویز مشرف کے چار نکاتی فارمولے کا چرچا تھا اور اس فارمولے کو امید کی ایک کرن کے طور پر دیکھا جا رہا تھا۔ سید علی گیلانی رجائیت کے اس طوفان کی لہروں کے اُلٹے رخ تیر رہے تھے۔ اسی معاملے پر جنرل پرویز مشرف کے ساتھ دہلی میں ان کی ایک ملاقات بہت ناخوش گوار انجام کو پہنچی تھی ۔سید علی گیلانی کا خیال صحیح ثابت ہوا ۔اسلام آباد دہلی ،لاہور اور امرتسر کے ہوٹلوں میں سیمیناروں اور مشرکہ محفلوں کی حد تک پیس پروسیس پورے عروج پر رہا مگر جس سرزمین کے نام پر امن کا یہ کھیل شروع کیا گیا تھا اور جسے امن کی سب سے زیادہ ضرورت تھی اس کے حقیقی ثمرات سے محروم رہی ۔امن عمل کے شروع ہونے کے باوجود وادی میں بھارتی فوج کا جبر، جماؤ اور دباؤ کسی طور کم نہیں ہوا۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں پوری رفتار سے جاری رہیں اور وادی کے طول وعرض میں روز لاشے اُٹھتے رہے۔ جس سے نوجوان طبقے کا اس پیس پروسیس سے اعتماد اُٹھتا چلا گیا۔ سید علی گیلانی نے امن کے عالمی کارواں کا حصہ بننے کی بجائے وادی کے زخمی دل اور پرنم آنکھوں کے حامل لوگوں کے ساتھ کھڑا ہونے کا راستہ اپنایا۔ وہ شہدا کے جنازوں میں شریک ہو کر لوگوں کا غم بانٹنے لگے اور پیس پروسیس کو ہدف تنقید بناتے رہے۔ وادی کے آمادۂ بغاوت نوجوان علی گیلانی کی آواز کو اپنے دل کا ساز سمجھ کر اس کا ساتھ دینے لگے اور یوں ہر گزرتے دن کے ساتھ نوجوانوں میں ان کی مقبول بڑھتی چلی گئی۔ وادی میں نبض زندگی پر ان کا ہاتھ آ گیا ان کی اپیل پر زندگی بند بھی ہوتی رہی اور رواں بھی۔ ان کے گھر کے باہر ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع ہو کر ان کا خطاب سنتے رہے اور ان میں ننانوے فیصد شرکاء نوجوان ہوتے ۔سید علی گیلانی کی مقبولیت درحقیقت ان کے موقف کی پزیرائی تھی یہ وادی میں نسل در نسل منتقل ہونے والا موقف ہے۔ پیرانہ سالی اور عارضوں نے سید علی گیلانی کو مضمحل کرنا شروع کر رکھا تھا مگر

وہ ایک جرأت مند، دلیر اور آہنی عزم اور اعصاب کی حامل شخصیت تھے جس بات کو حق سچ سمجھتے اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے گریز نہ کرتے۔ ان کی مقبولیت کا گراف دو ہزار کی دہائی میں اچانک اس وقت بلند ہونا شروع ہوا جب انہوں نے امریکی دباؤ پر پاکستان اور بھارت کے درمیان شروع ہونے والی ''پیس پروسیس'' میں پیشگی ضمانتوں اور یقین دہانیوں کے بغیر شامل ہونے سے انکار کیا تھا

ان کے لہجے کی گھن گرج کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ بعد میں یہی حالات وادی میں مقبول مزاحمانہ تحریکوں کی بنیاد بنتے چلے گئے۔ بھارت نے بارہ برس قبل سید علی گیلانی کی نقل وحرکت پر پابندی عائد کر کے گھر میں نظر بند کر دیا تھا۔ انہیں قریبی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کی اجازت بھی نہیں دی جاتی تھی۔ ان کی بے پناہ عوامی مقبولیت، ڈھلتی ہوئی عمر اور گرتی ہوئی صحت کے تناظر یہ سوال برسوں سے سوشل میڈیا میں موضوع بحث رہا کہ سید علی گیلانی کا جانشین کون ہوگا؟ انہوں نے پارٹی کی قیادت اپنے دست راست محمد اشرف صحرائی کے حوالے کی جوان کی وفات سے تین ماہ قبل جموں کی ایک جیل میں شہید ہو گئے۔ قیادت منتقل کرتے ہوئے سید علی گیلانی نے اعلان کیا کہ مسلسل نظر بندی کی وجہ سے وہ عوام اور پارٹی کارکنوں سے رابطہ قائم نہیں کر سکتے جس کا اثر پارٹی کی کارکردگی پر بھی پڑتا ہے۔ پارٹی میں عملی شرکت کے بغیر اتنا بڑا عہدہ اپنے پاس رکھنا بددیانتی ہوتا کیونکہ یہ محض عہدہ نہیں بلکہ ضمیر بھی ہے۔ آج میں نے رضا کارانہ طور پر مستعفی ہونے کا فیصلہ کیا ہے پارٹی کو متبادل قیادت کا بندوبست کرنا ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے جانشین اشرف صحرائی کو گلے لگا کر ان کا ماتھے پر بوسہ دیا۔ کئی برس سے سید علی گیلانی شدید علیل تھے۔ بھارتی حکومت ان کے گھر کا مسلسل محاصرہ کئے ہوئے تھی۔ ان کے گھر آنے جانے والوں پر نظر رکھی جاتی اور سخت پوچھ گچھ کی جاتی۔ بھارت نے سید علی گیلانی کو جھکانے کے لئے ان کی کئی قریبی افراد کو قتل کرایا جن میں ان کے قرینی عزیز حسام الدین ایڈووکیٹ بھی شامل تھے مگر ان کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ زندہ گیلانی سے ہمیشہ خوف کھانے والا بھارت ان کی لاش سے بھی خوفزدہ رہا اور رات کی تاریکی میں کڑے فوجی پہرے میں انہیں گھر کے قریب ہی ایک قبرستان میں سپرد خاک کر کے کشمیر کی کہانی کا آخری موڑ لکھنے کی کوشش کی گئی مگر حقیقت میں بھارت نے اس حرکت سے ایک نئی کہانی کا عنوان لکھ دیا۔

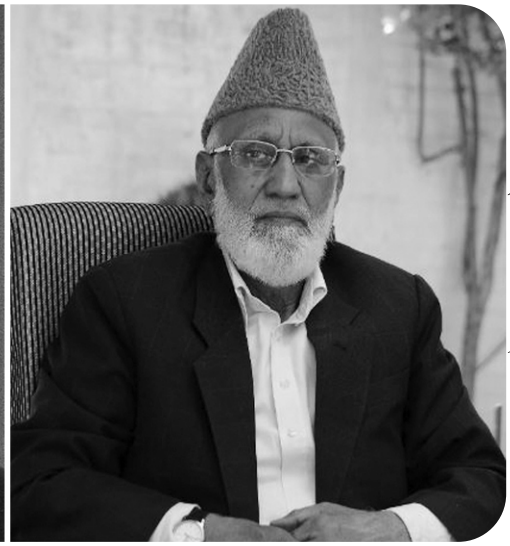

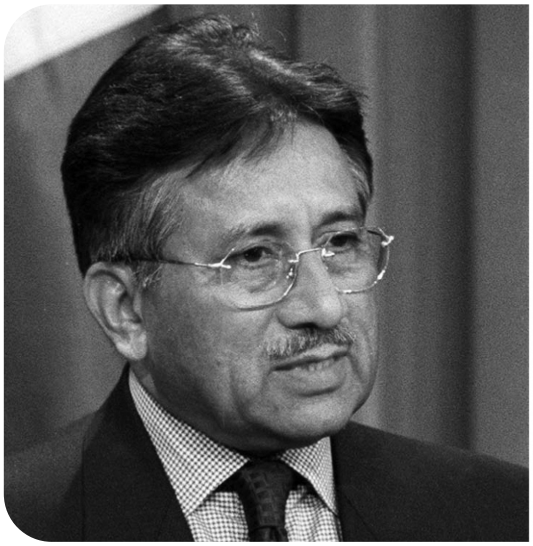

سید علی گیلانی کی مقبولیت درحقیقت ان کے موقف کی پزیرائی تھی یہ وادی میں نسل در نسل منتقل ہونے والا موقف ہے۔ پیرانہ سالی اور عارضوں نے سید علی گیلانی کو مضمحل کرنا شروع کر رکھا تھا مگر ان کے لہجے کی گھن گرج کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ بعد میں یہی حالات وادی میں مقبول مزاحمانہ تحریکوں کی بنیاد بنتے چلے گئے۔ بھارت نے گیارہ برس قبل سید علی گیلانی کی نقل وحرکت پر پابندی عائد کر کے گھر میں نظر بند کر دیا تھا۔ انہیں قریبی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کی اجازت بھی نہیں دی جاتی تھی

جناب سید عارف بہار آزاد کشمیر کے معروف صحافی دانشور اور مصنف ہیں۔ کئی پاکستانی اخبارات اور عالمی شہرت یافتہ جرائد میں لکھتے ہیں۔ تحریک آزادی کشمیر کی ترجمانی کا الحمد للہ پورا حق ادا کر رہے ہیں۔ کشمیرالیوم کیلئے مستقل بنیادوں پر بلامعاوضہ لکھتے ہیں

امام سید علی گیلانیؒ ۔ ایک کارواں، ایک تحریک اور ایک نصب العین

راکھ کے ڈھیر کو آتش فشاں بنانے والا سید علی گیلانی ہی تھا!!!

ایک مرد مجاہد کی طرح قلم کا ہتھیار اور بیان کی تیز دھار لئے وہ حق کے ترجمان' انصاف کی زبان اور مظلوموں و مقہوروں کے پشتی بان بنے رہے

سیف اللہ خالد نائب امیر حزب المجاہدین جموں وکشمیر

تو رہ نورد شوق ہے ' منزل نہ کر قبول
لیلیٰ بھی ہم نشین ہو تو محمل نہ کر قبول
باطل دوئی پسند ہے ' حق لا شریک
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

برصغیر ہند پاک کی تاریخ میں سید علی گیلانیؒ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔سید علی گیلانی ذرے کو مہتاب کرنے والی ایک کرشماتی شخصیت تھی۔مقبوضہ جموں وکشمیر آج بھی ایک آتش فشاں ہے۔جو وقفے وقفے سے اپنا لاوا اگل رہا ہے۔راکھ کے اس ڈھیر کو آتش فشان بنانے والا سید علی گیلانی ہی تھا۔دشمن نے اس مرد آہن کو بار بار پس دیوار زنداں رکھ کر توڑنا چاہا لیکن ہر بار ان کو اس منصوبے میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔قدرت کاملہ نے انہیں کندن بنانے کے لئے دل' سرطان و دیگر ناقابل برداشت سنگین امراض میں مبتلا کر کے آزمایشوں سے گذارا۔ زمانہ گواہ ہے کہ مرد آہن و مرد قلندر سید علی گیلانیؒ کوہ ہمالیہ سے بڑھ کر صبر واستقامت کا پہاڑ ثابت ہوئے۔

حق کے ترجمان' انصاف کی زبان اور مظلوموں ومقہوروں کے پشتی بان بنے رہے۔سید علی گیلانی گلی گلی' قریہ قریہ' شہر شہر گونجنے والی مضبوط آواز حق تھی۔ان کی آواز سے ایوان بھی لرز گئے اور دربان بھی سہم گئے' بت خانوں میں بھی سناٹا چھایا اور بت پرست بھی لرزاں وترساں رہے۔مقبوضہ جموں وکشمیر کی

که اقوام زمین ایشیا کا پاسبان تو ہے
سبق پھر پڑھ صداقت کا' عدالت کا' شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امات کا

سید علی گیلانی اسلام کے داعی اور سید ابوالاعلیٰ مودودی کے شاگرد تھے۔تمام باطل نظریات خاص طور پر کیمونزم' کیپٹل ازم' سیکولرازم اور لادین جمہوریت کے تباہ کن نتائج کے سامنے بندھ باندھتے رہے۔مقبوضہ ریاست کے طول وعرض میں اقامت دین کے لئے راہ ہموار کرنے کی جدوجہد میں جماعت اسلامی کے ساتھ 51 برس تک وابستہ رہے۔1953 سے 2004 تک کی طویل رفاقت کے دوران جماعت اسلامی مقبوضہ جموں وکشمیر کو منظّم و مستحکم کرنے میں سید علی گیلانی کا قائدانہ اور کلیدی رول ایک سنہری باب ہے ۔ اس دوران جماعت کے منڈیٹ پر سید علی گیلانی صاحب کئی مرتبہ حلقہ سوپور سے مقبوضہ ریاست کی قانون ساز اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے۔ان کی پرسوز' پروقار' باادب اور پرزور آواز حق سے قانون ساز اسمبلی کے در و دیوار نہ صرف مانوس ہوئے بلکہ آج

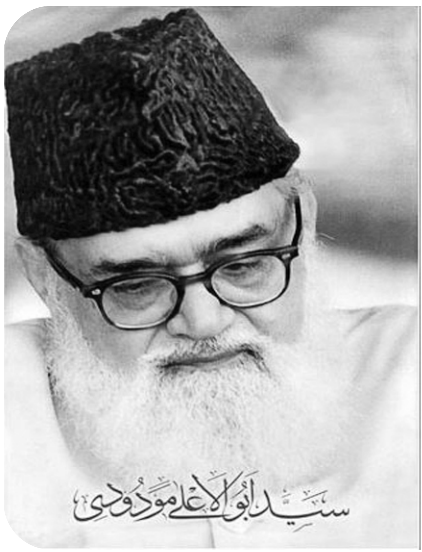

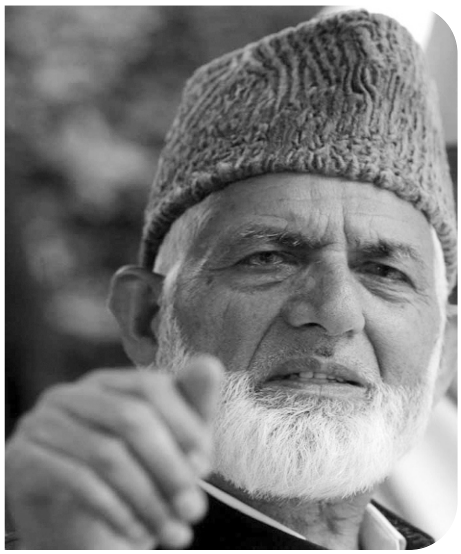

ایک مرد مجاہد کی طرح قلم کا ہتھیار اور بیان کی تیز دھار لئے وہ حق کے ترجمان' انصاف کی زبان اور مظلوموں ومقہوروں کے پشتی بان بنے رہے۔سید علی گیلانی گلی گلی' قریہ قریہ' شہر شہر گونجنے والی مضبوط آواز حق تھی۔ان کی آواز سے ایوان بھی لرز گئے اور دربان بھی سہم گئے' بت خانوں میں بھی سناٹا چھایا اور بت پرست بھی لرزاں وترساں رہے۔مقبوضہ جموں وکشمیر کی آزادی انکا اوڑھنا اور بچھونا تھا۔اپنے عمل سے ثابت کیا کہ وہ واقعی رہبر انقلاب اور امام تھے

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

ایک مرد مجاہد کی طرح قلم کا ہتھیار اور بیان کی تیز دھار لئے وہ

آزادی انکا اوڑھنا اور بچھونا تھا۔اپنے عمل سے ثابت کیا کہ وہ واقعی رہبر انقلاب اور امام تھے۔جو ہمیں عملی طور پڑھا کے گئے

یہ نکتہ سرگزشت ملت بیضا سے ہے پیدا

بھی انکی بازگشت سنائی دے رہی ہے۔ مسئلہ کشمیر کی متنازعہ حیثیت کو بین الاقوامی قرار دادوں کی روشنی میں اجاگر کرنے، بھارتی نیتاؤں کو اپنے کیئے ہوئے وعدے یاد دلانے کے ساتھ ساتھ ایک منظّم، مربوط اور مسلح جدوجہد کے لئے ملت کے نوجوانوں میں آزادی حاصل کرنے کی روح پھونک دی۔ جماعت کے اکثر جلسوں، جلوسوں اور اجتماعات میں یہ کہہ کر لہو گرماتے تھے کہ

جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی
روحِ امم کی حیات کشمکش انقلاب
گرم ہوجاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہو
تھرتھراتا ہے جہاں چار سُو و رنگ و بو
ضربت پیہم سے ہوجاتا ہے آخر پاش پاش
حاکمیت کا بت سنگین دل و آئینہ رو

قائد انقلاب سید علی گیلانی مسئلہ کشمیر کے " اقراری ملزم" نے عدالت میں حقائق اور دلائل کی بنیاد پر مقدمہ کشمیر بھی جیت لیا۔

امت مسلمہ کا درد ان کے دل میں ہر وقت موجزن تھا وہ اسلام، آزادی اور اتحاد ملت کے نصب العین کی آبیاری کرنے اور کاروان حق کو منزل مقصود تک لے جانے کی سعی و جہد اپنی آخری سانس تک کرتے رہے۔ سید علی گیلانی اور مفاد۔۔ دو متضاد چیزوں کا نام تھا۔ امام گیلانیؒ کے مقابلے میں دنیا کی ہر شئے خریدنا آسان تھا۔ دشمن اور دوست دونوں نے خریدنا چاہا لیکن سبھوں کی تجوریاں خالی (ہلکی) ثابت ہوئیں۔

امت مسلمہ کا درد ان کے دل میں ہر وقت موجزن تھا وہ اسلام، آزادی اور اتحاد ملت کے نصب العین کی آبیاری کرنے اور کاروان حق کو منزل مقصود تک لے جانے کی سعی و جہد اپنی آخری سانس تک کرتے رہے۔ سید علی گیلانی اور مفاد۔۔ دو متضاد چیزوں کا نام تھا۔ مذکورہ کے مقابلے میں دنیا کی ہر شئے خریدنا آسان تھا۔ دشمن اور دوست دونوں نے خریدنا چاہا لیکن سبھوں کی تجوریاں خالی (ہلکی) ثابت ہوئیں۔

سید علی گیلانیؒ خود نشان پاکستان تھے۔ وہ نظریہ پاکستان کے خالق علامہ اقبالؒ کی اُمنگوں اور بانی جماعت اسلامی سید مودودیؒ کے مقدس مشن کے پاسبان تھے۔ گن گرج اور گولی بارود کے سائے تلے دشمن کو چارسُو للکارتے ہوئے سوز دل سے نعرہ لگایا " ہم پاکستانی ہیں پاکستان ہمارا ہے "۔

انکا یہ سوز جگر سے بھر پور نعرہ مقبول عام ہوا۔ یہ نعرہ اتحاد ملت کی عکاسی کا ترجمان بنا۔

رابطہ عالم اسلامی کا ممبر سید علی گیلانیؒ ایک سیاسی، سماجی، دینی، جہادی، علمی اور روحانی شخصیت تھی۔ آر پار ہند و پاک کے تمام چانکیائی سیاست دانوں کو سید علی گیلانیؒ کے آئینے میں اپنا عکس صاف نظر آ رہا تھا۔ انکے دلائل کے سامنے ہر ایک ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہوجاتا تھا۔ " تقدیر کے پابند نباتات و جمادات مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند" کے مصداق اس مرد آہن و مرد

قلندر رہبر انقلاب نے احکام الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرکے یکم ستمبر 2021ء داعی اجل کے سامنے اپنے ہتھیار ڈالکر اس دنیائے فانی کو یہ کہتے ہوئے الوداع کیا

اسلام، آزادی، پاک سرزمین
اسلام، آزادی، پاک سرزمین

حسینی انداز میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ الراجعون۔۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

رہبر انقلاب کے اس مشن کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہر ستم، ہر قہر، ہر مصیبت کو صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کرنے کا عزم دہرانا ہی انہیں خراج عقیدت ہے۔

ترے جانثاروں کے تیور وہی ہیں
گلے پر ہیں خنجر رواں کیسے کیسے
خزاں لوٹ ہی لے گئی باغ سارا
تڑپتے رہے باغبان کیسے کیسے

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو اس مقدس مشن کے ساتھ وفا نبھانے کا حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین ثمہ آمین

☆☆☆

امام گیلانیؒ ... عزیمت واستقامت کا کوہ گراں

عبدالرشید ترابی سابق امیر جماعت اسلامی آزاد جموں وکشمیر وہ جہاں ایک معتبر عالم اور داعی الی اللہ تھے وہیں وہ بہترین مربی ومقرر اور کلام اقبالؒ کے شارح اور ترجمان بھی تھے

پاکستان کے موجودہ حالات کا ایک روحانی سبب یہ بھی ہے کشمیر میں دی جانے والی لاکھوں شہداء کی قربانیوں کو نظر انداز کیا گیا

اگر پالیسی سازوں کی بے تدبیری سے تحریک آزادی کشمیر کمزور ہوئی تو تاریخ اور شہداء کا خون کبھی معاف نہیں کرے گا

عبدالرشید ترابی: سابق امیر جماعت اسلامی آزاد جموں وکشمیر

تحریک حریت جموں وکشمیر کے عظیم قائد اور ہندوستانی استبداد کے خلاف مزاحمت اور استقامت کا استعارہ جناب سید علی شاہ گیلانیؒ کو ہم سے رخصت ہوئے ایک برس مکمل ہوا ہے، یقیناً ہر فانی انسان نے اپنی مہلت عمل کی تکمیل پر اس دنیا سے رخصت ہونا ہے لیکن عظیم نا قابل فراموش تاریخ ساز ہیں وہ ہستیاں جو نا مساعد حالات میں بھی کسی بڑے مقصد کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر کے بھی آنے والوں کے لیے نشان منزل واضح کر جائیں، سید علی شاہ گیلانیؒ کا شمار انہی تاریخ ساز شخصیات میں ہوتا ہے۔ انہوں نے ایک غریب گھرانے میں آنکھ کھولی پر صعوبت تعلیمی سفر طے کیا تحریک اسلامی سے وابستہ ہوئے تو سید مودودیؒ کے انقلابی لٹریچر کے قاری ہی نہیں ترجمان بنے۔ مقبوضہ جموں وکشمیر میں ہندوستانی تسلط قائم ہوتے دیکھا تو اہل کشمیر کے نام نہاد مسیحا شیخ عبداللہ کی قلا بازیاں اور ہندوستانی قبضے کی سہولت کاری دیکھی۔

جہاں تحریک اسلامی کے پلیٹ فارم سے اقامت دین کے لیے مصروف جہاد ہوئے وہیں آزادی کشمیر کی منزل کو اقامت دین کے لیے لازم وملزوم قرار دیا، یوں دونوں اہداف ان کی زندگی

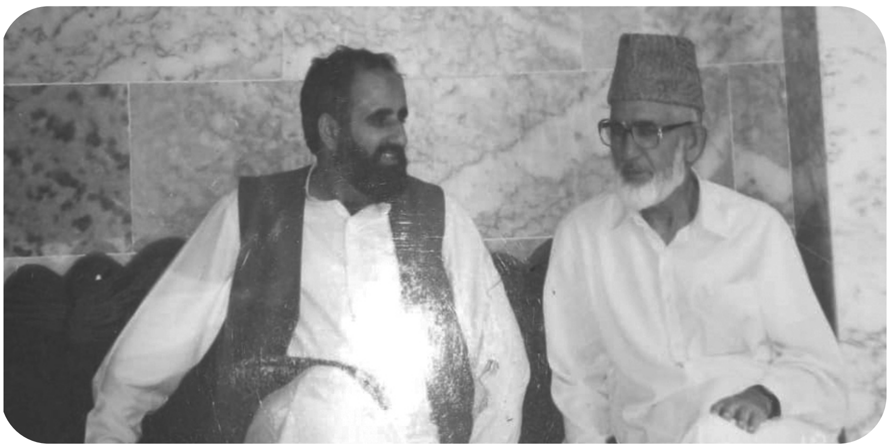

کے اہداف ٹھہرے جن کے حصول کے لیے انہوں نے زندگی کا ایک ایک لمحہ وقف کر دیا وہ جہاں ایک معتبر عالم اور داعی الی اللہ تھے وہیں وہ بہترین مربی ومقرر اور کلام اقبال کے شارح اور ترجمان بھی تھے۔ ایک طرف ہندوستانی استبداد کے استعماری ہتھکنڈوں کے توڑ کے لیے سیاسی، تہذیبی اور تزویراتی ہر محاذ پر جان گسل جدوجہد کی وہیں دوسری طرف نئی نسل کو اقبالؒ کا شاہین بنانے اور آزادی حریت کا کارواں منظم کرنے میں کردار ادا کیا۔ دشمنوں کے عزائم بے نقاب کئے اور ان کے آلہ کاروں کی وارداتوں اور گھاتوں سے بھی خبردار کیا، مسجد کا ممبر ہو جلسے کا سٹیج ہو، اسمبلی کا فلور ہو یا جیل و تعذیب خانوں کی کوٹھڑیاں ''اذان'' کے مدیر ہوں یا حریت کے عظیم مدبر رہنما اللہ کی کبریائی بلند کرنا اور کشمیر کی آزادی ان کا وظیفہ حیات رہا۔ وہ برصغیر کے ان چنیدہ قائدین میں سے ہیں جنہوں نے جیل وقید وبند کی زندگی کو بھی با مقصد بناتے ہوئے آپ بیتی کی شکل میں ایک عظیم مزاحمتی لٹریچر فراہم کیا ''قصہ درد ہو'' ''روداد قفس'' ہو یا ''وولر کنارے'' اور دیگر کتب ان کے قلم کے شاہکار بھی ہیں۔ واردات قلبی کا مظہر بھی ہیں اور سوانح بھی ہیں جن کے مطالعے سے ان کے کردار کی عظمت و استقامت، ہندوستانی استبداد کے استعماری ہتھکنڈوں اور کشمیری ملت کی اپنی کمزوریوں وتوانائیوں سے قاری آشنا ہوتا ہے۔ ان کا سب سے بڑا اعزاز یہ بھی ہے کہ وہ حالات سے متاثر ہونے کی بجائے حالات کو متاثر کرتے تھے تحریک آزادی کے حوالے سے ان کا واضح اور دوٹوک نکتہ نظر تھا کہ یہ تحریک برصغیر تقسیم کے نامکمل ایجنڈے کا حصہ ہے جس دوقومی نظریے

وہ برصغیر کے ان چنیدہ قائدین میں سے ہیں جنہوں نے جیل اور قید وبند کی زندگی کو بھی با مقصد بناتے ہوئے آپ بیتی کی شکل میں ایک عظیم مزاحمتی لٹریچر فراہم کیا ''قصہ درد ہو'' ''روداد قفس'' ہو یا ''وولر کنارے'' اور دیگر کتب ان کے قلم کے شاہکار بھی ہیں۔ واردات قلبی کا مظہر بھی ہیں اور سوانح بھی ہیں جن کے مطالعے سے ان کے کردار کی عظمت واستقامت، ہندوستانی استبداد کے استعماری ہتھکنڈوں اور کشمیری ملت کی اپنی کمزوریوں وتوانائیوں سے قاری آشنا ہوتا ہے

جنرل پرویز مشرف کے چار نکاتی فارمولے کو جسے وہ تقسیم کشمیر کا پیش خیمہ سمجھتے تھے واضح طور پر مسترد کرتے ہوئے اسے دوٹوک پیغام دیا کہ اہل کشمیر کے بنیادی حق پر کمپرومائز کرنے کا اسے کوئی حق نہیں ہے۔راقم کی خوش قسمتی ہے کہ ان سے تین دہائیوں سے زائد ایک ذاتی تعلق قائم رہا ان سے ملاقاتوں اور مشاورت کی صورت میں ان کی یادیں زندگی کا قیمتی اثاثہ ہیں اور جب تک رابطے بحال رہے فون پر بھی ان کی راہنمائی سے مستفید ہوتے رہے ایک ساتھ حج ،عمرہ کی سعادت بھی ملی

کی بنیاد پر پاکستان قائم ہوا اس کی روشنی میں ریاست جموں وکشمیر اس کا جزولاینفک ہے اس لیے سرینگر کے لال چوک میں کھڑے ہوکر ان کا دیا ہوا نعرہ ''ہم پاکستانی ہیں پاکستان ہمارا ہے''پوری تحریک کا ماٹو اور نصب العین بن گیا انہوں نے نہ صرف تحریک آزادی کو واضح نصب العین دے کر اس کی آبیاری اور پہرے داری کی حریت کی صفوں اضمحلال سے بچایا بلکہ پاکستان کی ڈگمگاتی حکومتوں کو بھی رہنمائی اور سہارا فراہم کیا۔جنرل پرویز مشرف کے چار نکاتی فارمولے کو جسے وہ تقسیم کشمیر کا پیش خیمہ سمجھتے تھے واضح طور پر مسترد کرتے ہوئے اسے دوٹوک پیغام دیا کہ اہل کشمیر کے بنیادی حق پر کمپرومائز کرنے کا اسے کوئی حق نہیں ہے۔راقم کی خوش قسمتی ہے کہ ان سے تین دہائیوں سے زائد ایک ذاتی تعلق قائم رہا ان سے ملاقاتوں اور مشاورت کی صورت میں ان کی یادیں زندگی کا قیمتی اثاثہ ہیں اور جب تک رابطے بحال رہے فون پر بھی ان کی راہنمائی سے مستفید ہوتے رہے ایک ساتھ حج ،عمرہ کی سعادت بھی ملی۔بین الاقوامی کانفرنسوں میں ان کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کا پیغام پہنچایا عالمی اسلامی تحریکوں سے ان کانفرنسوں کے مواقع پر ان سے ٹیلی فون پر یکجہتی کے لیے گفتگو کا اہتمام کیا جس پر وہ ہمیشہ بہت تحسین کرتے تھے۔ان کی تجاویز اور راہنمائی کی روشنی میں اسلامی تحریک اور ریاست پاکستان تحریک کی پشتیبانی کے لیے اقدامات کرتے رہے۔ ان کی عظیم خدمات کے اعتراف میں حکومت پاکستان نے سب سے بڑا سول ایوارڈ ''نشان قائداعظم'' دے کر ایوارڈ کی شان دوبالا کی انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ تحریک آزادی کے حوالے سے ان کے واضح موقف پر استقامت کا مظاہر کیا جائے اپنی صفوں میں اتحاد ویکجہتی کا پہلے سے زیادہ اہتمام کیا جائے

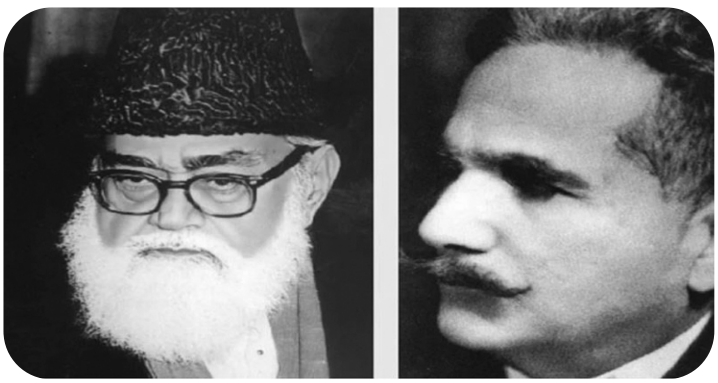

اور 5اگست2019ء کے بعد کے ریاست کے حوالے سے ہندوستانی حکومت کے اقدامات کا تدارک کرنے کے لیے ہر محاذ پر جدوجہد کی جائے ،بد قسمتی سے جس پاکستان کی تکمیل کی جنگ کو وہ اپنا ایمانی نصب العین سمجھتے تھے آج وہ پاکستان ،سیاسی قیادت اور اسٹیبلشمنٹ کی بے تدبیریوں کی وجہ سے ساری دنیا میں جگ ہنسائی کا ذریعہ بن چکا ہے ریاست کے ذمہ دار شخصیات اور قومی ادارے جنہوں نے بین الاقوامی سطح پر نریندر مودی کے مذموم عزائم کو بے نقاب کرنا تھا سیاسی سفارتی اور میدان کارزار میں تحریک مزاحمت کی پشتبانی کا حق ادا کرنا تھا وہ ملک کے اندر باہم ایک دوسرے کو فتح کرنے اور اپنی ''انا'' کی دھاگ بٹھانے میں مصروف ہیں۔نریندر مودی کے بھیانک عزائم کشمیریوں کے خلاف ہی نہیں ہیں بلکہ پاکستان اور پوری ملت اسلامیہ اسکے نشانہ پر ہیں۔ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ نارواسلوک اور نبی کریم ﷺ کی شان میں نریندر مودی کی سرپرستی میں توہین اقدامات نے پورے عالم اسلام میں عوامی سطح پر نریندر مودی کے خلاف ایک لہر اٹھادی ضرورت اس امر کی تھی کہ اس فضا سے استفادہ کرتے ہوئے نریندر مودی کو نشان عبرت بنایا جاتا لیکن صد افسوس کہ ۔۔وائے ناکامی ! متاعِ کارواں جاتا رہا۔۔کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا۔۔۔اور ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا۔۔۔۔بہر حال حالات کچھ بھی ہوں سید علی گیلانی کے مشن کے علمبردار منزل کے حصول تک اپنا جہاد جاری رکھیں گے۔ان شاءاللہ

بھارتی ریاستی دہشت گردی کے باوجود کشمیر کا بچہ بچہ سرنڈر کرنے کی بجائے منزل کے حصول کے لیے پہلے سے زیادہ پرعزم ہے اور بین الاقوامی سطح پر مودی کو ایک ہٹلر ثانی قرار دیا جارہا ہے مسلم دنیا میں عوامی سطح پر مودی کے خلاف غم وغصے کی شدید لہر ہے اس فضا سے استفادہ کرتے ہوئے ایک جامع حکمت عملی تشکیل دینے کی ضرورت ہے ،پاکستان کی حکومت اور ریاستی ادارے اور پوری پاکستانی قوم کشمیری شہداء کے خون کے مقروض ہیں یادرکھیں اگر پالیسی سازوں کی بے تدبیری سے تحریک آزادی کشمیر کمزور ہوئی تو تاریخ اور شہداء کا خون کبھی معاف نہیں کرے گا۔ پاکستان کے موجودہ حالات کا ایک روحانی سبب یہ بھی ہے کشمیر میں دی جانے والی لاکھوں شہداء کی قربانیوں کو نظرانداز کیا گیا۔جس طرح سید علی گیلانی نے آخری سانس تک استقامت دکھائی اسی طرح کی استقامت اس تحریک کو بحران سے نکال بھی سکتی ہے اور منزل سے ہمکنار بھی کرسکتی ہے۔سید علی گیلانی کی پرعزیمت زندگی کا یہی سبق ہے جسے ہمیں از بر بھی کرنا چاہیے اور عمل پیرا بھی ہونا چاہیے۔

☆☆☆

سید علی شاہ گیلانیؒ ایک عہد ساز شخصیت

اس کے چاروں طرف پہرہ ہے یہ دیکھو کہ انڈین سیکورٹی فورسز نے کس طرح سے اس مقبرے کا محاصرہ کر رکھا ہے

گیلانی صاحب کو رات کے اندھیرے میں سپرد خاک کیا گیا

ظالم کتنا بزدل ہوتا ہے کہ ہاتھ پاؤں باندھ کر بھی اسے چین محسوس نہیں ہوتا

تم مجھے سولی پر چڑھا دو، ہمارے گھر جلا دو، لیکن کشمیر کا بھارت سے الحاق میں نہیں مانتا، میں نہیں مانتا

نہ صرف کشمیر کی تاریخ کا حصہ ہیں بلکہ حریت پسندی کی پوری تاریخ کا ایک ناقابل فراموش باب ہیں

سیدعلی گیلانی اس صدی کے ایک ایسے ہیرو ہیں جو بار بار پیدا نہیں ہوتے ہیں

ڈاکٹر غلام نبی فلاحی (لندن)

میں جب جب کشمیر جاتا تھا تو سالار حریت مرحوم سید علی شاہ گیلانی سے ملاقات سفر کا ایک لازمی حصہ ہوا کرتا تھا۔ مگر جب میں آج اس راستے سے گزرا تھوڑی دیر اس راہ کے کنارے رک گیا اور بہت دیر تک سوچتا رہا کیا گیلانی صاحب بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ میں نے اپنے کو یتیم سا محسوس کیا۔ جب آگے بڑھا تو کسی نے اشارہ کیا کہ گیلانی صاحب تو یہاں سے قریبا ایک میل کے فاصلے پر دفن ہیں۔ جب ہم قبرستان کے قریب پہنچے تو دل نے چاہا کہ گاڑی سے اتر کر اس عظیم انسان کو سلام کے ساتھ دعائے مغفرت بھی کروں لیکن گاڑی میں بیٹھے دوست نے کہا کہ یہاں رکنا مناسب نہیں کیونکہ اس کے چاروں طرف پہرہ ہے یہ دیکھو کہ انڈین سیکورٹی فورسز نے کس طرح سے اس مقبرہ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ میں نے گاڑی کو چند لمحہ روک کر گاڑی میں بیٹھ کر مغفرت کی دعا کی۔ پھر اس سوچ میں پڑ گیا کہ ظالم کتنا بزدل ہوتا ہے کہ کسی کے مرنے کے بعد بھی انہیں ڈر لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالی کا اپنا ہی نظام ہے گیلانی صاحب کو جہاں دفن کیا گیا ہے یہ بھی انڈین فورسز کے لیے درد سر ہی ہے کیونکہ یہ راستہ سرینگر ائیر پورٹ کو جاتا ہے اور چوبیس گھنٹے مصروف رہتا ہے اس لیے اس راستے جو بھی گزرتا ہے اسکی نظر اس مرد حر کی اس ابدی قیام گاہ پر پڑتی ہے اور ان کے دونوں ہاتھ خود بخود اس جانب اٹھ جاتے ہیں اور مرد آہن کے لیے بے ساختہ ان کی زبان سے اس کے لیے دعائیں نکلتی ہیں۔

تحریک جدوجہد آزادی کشمیر کے ایک عظیم رہنما اور سپہ سالار سیدعلی شاہ گیلانیؒ گرچہ یکم ستمبر 2021ء رات دس بجے اس فانی

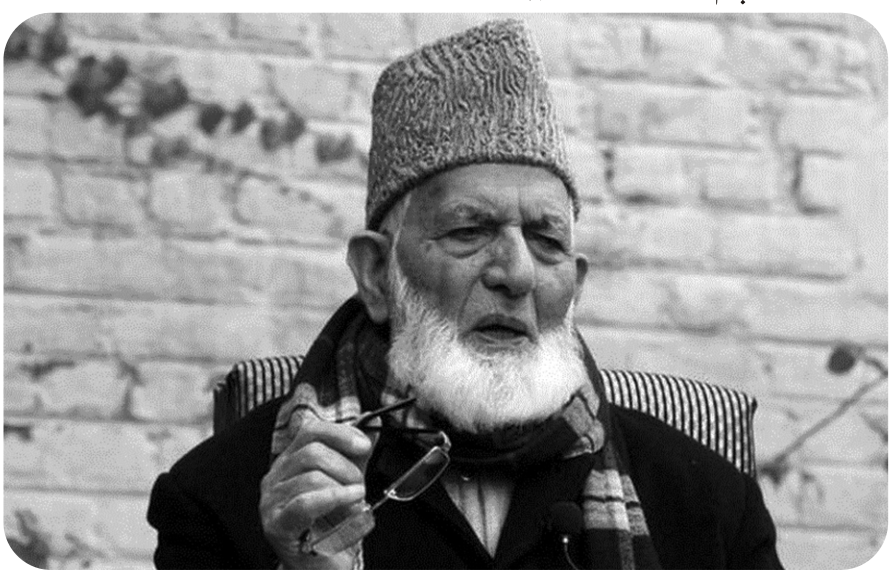

دنیا سے عالم جاوداں کی جانب کوچ کر گئے۔ مگر کشمیریوں کی اکثریت یہی سمجھتی ہے کہ وہ یتیم ہو گئی۔ انکی وفات کے بعد یقیناً کشمیر میں کوئی ایسا لیڈر نظر نہیں آتا ہے جو ان مشکل حالات میں اس مظلوم قوم کی رہنمائی کرنے کے قابل ہو۔ اللہ تعالی مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے آمین)۔

محترم گیلانیؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں، وہ اسلامی انقلاب اور آزادی کے نقیب، برصغیر کے منجھے ہوئے سیاست دان، شعلہ بیان مقرر ہی نہیں بلکہ وہ موجودہ دور کے ان چند گنے چنے افراد میں سے تھے جو نہ صرف دین اسلام پر بلکہ دنیاوی حالات پر بھی گہری نظر رکھتے تھے۔ وہ 29 ستمبر 1929ء میں سرینگر سے پچپن میل دور مشہور و معروف جھیل ولر کے کنارے زوری منز نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گرچہ کشمیر میں ہوئی مگر اعلی تعلیم لاہور پاکستان میں حاصل کی۔ وہ گزشتہ گیارہ سال سے بھارتی ملٹری کے کڑے پہرے میں گھر کے اندر محصور و مقید تھے۔ 5 اگست 2019ء کو جب بھارتی حکمرانوں نے کشمیر کی خصوصی پوزیشن کو ختم کر کے پوری ریاست جموں و کشمیر کو ہندیونین میں تبدیل کرنے کے لیے پوری ریاست کو ایک بڑے جیل خانہ میں تبدیل کر دیا۔ اس کے بعد جبکہ تمام کشمیری ایک شاک سے گزر رہے تھے اور گیلانی صاحب کے چاروں طرف کا پہرہ سخت کر دیا گیا تھا سوائے اہلخانہ کے اور کسی کو ان سے ملنے نہیں دیا جاتا تھا۔ گیلانی صاحب کے لیے جیل کوئی نئی چیز نہیں بلکہ وہ گذشتہ چھ دہائیوں سے بھارتی تعذیب خانوں کے ظلم و بربریت کا ہمیشہ شکار رہے ہیں۔

گیلانی صاحب اب نوے کی دہائی سے گزر رہے تھے۔ مگر انکی داڑھی اور سر کے بالوں میں کوئی کمی نظر نہیں آتی تھی انکا چہرہ آج بھی ہشاش بشاش نظر آتا تھا۔ انکا چھریرا پن ان کی سبک رفتاری اور تیز گامی میں انکا معاون رہا ہے، حالانکہ وہ اپنے

واحد آدھے گردے پر اپنی زندگی گزار رہے تھے،لیکن اس کا احساس بھی نہیں ہونے دیتے کہ کہ میں صحت کے اعتبار سے تکلیف دہ لمحات گذار رہا ہوں۔ کسی دل جلے شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

ترک دنیا کا سماں ختم ملاقات کا وقت

اس گھڑی اے دل آوارہ کہاں جاو گے

گیلانی صاحب کو رات کے اندھیرے میں سپرد خاک کیا گیا۔ ظالم کتنا بزدل ہوتا ہے کہ ہاتھ پاؤں باندھ کر بھی اسے چین محسوس نہیں ہوتا.سید علی گیلانی کا آبائی گھر تو کئی سال قبل بم دھماکوں کے ذریعہ زمین بوس کر دیا گیا تھا۔حکومت انکے اعزاء رشتہ داروں کو گذشتہ پندرہ سالوں سے اس طرح ستا رہی تھی جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ موصوف کو تو دشمنوں نے پہلے ہی معذور بنا رکھا تھا' انکے مشیر پہلے ہی ان سے چھینے گئے تھے۔ لیکن اپنوں نے بھی کئی مواقع پر انکے پر نوچنے کی کوشش کی مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔ پاکستان جن کی محبت انکے وجود میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جس کی وہ وکالت کرتے رہے ایک زمانے میں یہاں کے حکمرانوں نے بھی بظاہران سے اپنی برات کا اظہار کیا۔مشرف دور میں انکا دفتر واقعہ اسلام آباد میں بھی سربمہر کر دیا گیا۔انہیں اس سے کتنی اذیت پہنچی ہوگی اسکو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا ہے۔

آج کے دن نہ پوچھؤ مرے دوستو

زخم کتنے ابھی بخت بسمل میں ہیں

دشت کتنے ابھی راہ منزل میں ہیں

تیر کتنے ابھی دست قاتل میں ہیں

یہ سب دراصل اس بنا پر ہوتا رہا تا کہ سید علی گیلانی کو جھکایا جائے اور وہ اپنی پالیسی میں کوئی نرم رویہ اختیار کریں مگر پاکستان اور بھارتی حکمرانوں کو غالبا اس کا علم نہیں کہ سید علی گیلانی کوئی عام طرح کے سیاست دان نہیں تھے جو وقت کے ساتھ اپنا پینترا بدلتے رہتے ہیں وہ ایک فکر، ایک نظریہ اور ایک تحریک کے علمبردار تھے اور جس راستے کا انہوں نے انتخاب کیا وہ تو بڑے بڑے صابر اور اولوالعزم انسانوں کا راستہ ہے۔ گیلانی صاحب سے میں نے ایک بار پوچھا کہ کیا حرج ہے اگر

> اللہ تعالی کا اپنا ہی نظام ہے گیلانی صاحب کو جہاں دفن کیا گیا ہے یہ بھی انڈین فروسز کے لیے دردسر ہی ہے کیونکہ یہ راستہ سرینگر آئیر پورٹ کو جاتا ہے اور چوبیس گھنٹے مصروف رہتا ہے اس لیے اس راستے جو بھی گزرتا ہے اسکی نظر اس مردحر کی اس ابدی قیام گاہ پڑتی ہے اور ان کے دونوں ہاتھ خود بخود اس جانب اٹھ جاتے ہیں اور مردآہن کے لیے بے ساختہ ان کی زبان سے اس کے لیے دعائیں نکلتی ہیں

آپ اپنے موقف میں تھوڑی سے لچک پیدا کرتے .اسلئے کہ زمینی حقائق تو اس وقت آپ کے حق میں نہیں، اور پھر پاکستان بھی ایک مخصوص نرغے میں گھیرا ہوا ہے، بین الاقوامی برادری بھی مسئلہ کشمیر کو حل کرنے میں دلچسپی نہیں لے رہی ہے، وادی کی صورت حال بھی دن بہ دن بدلتی جارہی ہے حالات سنگین سے سنگین تر ہوتے جارہے ہیں، انکا جواب تھا کہ میں اپنے موقف سے ایک انچ ہٹنے کو تیار نہیں ہوں، اگر یہ سب سہارے بھی ختم ہوجائیں اور پاکستان بھی اپنی حمایت واپس لے لے مجھے اس کی کوئی پروانہیں ہے میں نے اللہ پر توکل کیا ہے وہی میرا سب سے بڑا سہارا ہے.اور ہم نے کسی فرد یا کسی خاص گروہ کے لیے یہ تحریک شروع نہیں کی ہے .گویا وہ زبان حال سے کہہ رہے تھے۔

اس دور میں سب مٹ جائیں گے، ہاں باقی وہ رہ جائے گا

جو قائم اپنی راہ پہ ہے اور پکا اپنی ہٹ کا ہے•

سید علی گیلانی1965ء سے ہی گوناگوں بیماریوں اور مختلف عوارض سے نبرد آزما رہے مگر اس کے باوجود ان کا کشیدہ قامت کبھی خم ہوتے نہ دیکھا گیا، اگر یہ کہا جائے تو شاید بے جانہ ہوگا کہ ان کی ظاہری استقامت اور تیر کی طرح سیدھا جسم ان کے اندرونی پختگی، اصابت رائے اور سلامت روی کا مظہر ہے۔

جماعت اسلامی سے وابستہ ہونے کے بعد آپ نے قطعی طور فیصلہ کرلیا کہ کہ اپنی بقیہ زندگی اسی کے ساتھ مل کر اعلائے کلمۃ اللہ کی جدوجہد میں گزاردیں گے۔ یہ عظیم کام گویا آپکا منتظر تھا آپ نے شبانہ روز محنت سے دلوں میں آزادی کی ایسی جوت جگادی کہ راکھ میں دبی ہوئی چنگاریاں سلگ اٹھیں.وادی کے طول وعرض میں بستی بستی اور کوچہ کوچہ گھوم کر اپنی شعلہ نوا تقریروں سے سید محترم نے نوجوانوں کے اندر اضطراب پیدا کر دیا.سوپور کو سید علی گیلانی نے اہم پلیٹ فارم کے طور استعمال کیا. یہاں کے لوگوں نے بڑھ چڑھ کر آپکا ساتھ دیا. آزادی کشمیر کا بنیادی ایندھن یہیں سے فراہم ہوتا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ منی پاکستان کہلانے والا یہ قصبہ بار بار بھارتی استعمار کے ہاتھوں ظلم وستم کا شکار ہوا۔

1961 سے ہی آپ حکومت وقت کے تعذیب وعقوبت کا نشانہ اور جیلوں کی زینت بنتے رہے حق گوئی اور بیباکی کے جرم میں آپ کئی بار جیل کی زینت بنے، آپ نے ہمیشہ وقت کے نمرود اور فرعون کی آنکھ میں آنکھ ملا کر بات کی ہے یہی وجہ ہے کہ سید گیلانی کا جرات وہمت دیکھ کر وقت کے ایک کشمیری نژاد وزیر اعظم مرحوم بخشی صاحب نے آپ کو خریدنے کی کوشش کی ،لیکن آپ نے اسے غیر مبہم الفاظ میں جواب دیتے ہوئے کہا (جسے تم خریدنا چاہتے ہو اس نے اللہ کے ساتھ سودا پہلے ہی طے کیا ہے).

سید علی گیلانی ظاہری اور معنوی دونوں اعتبار سے ایک قدآور شخصیت تھے ایک صاحب وقار انسان، عظمت اور بلندی ان سے عبارت ہے وہ اقبال کے مرد مومن کا ایک حسین اور دل آویز مرقع ہیں۔

نگہہ بلند، سخن دل نواز ، جاں پرسوز

یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے•

28 اگست1962ء میں آپ کو پہلی بار گرفتار کیا گیا اس موقعہ پر آپ نے اعلان کیا کہ اگر حق کے لیے سو بار بھی گرفتار کیا

جائے تو میں اس کے لیے تیار ہوں۔سنٹرل جیل سرینگر سیل نمبر 3 میں ڈال کر دروازہ مقفل کرنے والوں نے شاید سوچا ہو کہ حق کی آواز محبوس ہو گی مگر انہیں کیا معلوم کہ سید گیلانی کیا ہیں وہ تو اس مکتب کے استاد ہیں جہاں انہوں اپنے جیسے لاکھوں شاہین صفت شاگرد تیار کئے، وہ تو میدان عمل کے ایک مجاہد ہیں جہاں لاکھوں انکی ایک آواز پر اپنا سر جھکانے کے لیے تیار صرف اشارے کے منتظر ہیں انکے تیار کردہ شیدائی جیل کے باہر بھی بہت ہیں، آپ زبان حال سے حکومت کو للکار رہے تھے۔

زندان کے علاوہ بھی دیوانے بہت سے

کس کس کو وہ پابستہ زنجیر کریں گے

تیرہ ماہ کی طویل اسیری کے بعد آپ ایک پختہ کار سیاسی انسان بن کر ایک بار پھر میدان میں اترے، اس دوران آپ کے والد محترم بھی اس دارفانی سے کوچ کر گئے مگر حکومت وقت نے آپ کو انکے جنازے میں شرکت کرنے کی بھی اجازت نہ دی، مگر رہا ہوتے ہی آپ نے وادی کشمیر کے طول وعرض کا طوفانی دورہ کر کے عوام کو شیخ عبداللہ مرحوم اور بخشی غلام محمد مرحوم کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کیا۔

فرد جرم

آپ پر ہمیشہ جو الزامات لگائے گئے وہ ہمیشہ ایک ہی طرح کے رہے ہیں کبھی کہا گیا کہ آپ ملک دشمن ہیں، کبھی کہا گیا کہ آپ کا تعلق جماعت اسلامی سے، کبھی کہا گیا کہ آپ کشمیر کو ایک متنازع مسئلہ سمجھتے ہیں، کبھی یہ کہا گیا کہ آپ کشمیر میں استصواب رائے کرانے کے لیے لوگوں کو ابھارتے ہیں۔یہاں پر نمونے کے لیے میں صرف چند ایک درج کرتا ہوں۔

ڈسٹرک مجسٹریٹ بارہ مولہ کی فائل میں لگی ہوئی ایف آئی آر کے مطابق سید علی گیلانی کے جرائم حسب ذیل ہیں۔

آپ جماعت اسلامی کی مجلس شوری کے رکن ہیں جو ایک قوم دشمن جماعت ہے، آپ پارٹی کے اہم اور سرگرم رکن ہیں جن کا مقصد ریاست جموں وکشمیر کے بھارت سے الحاق کو چلینج کرنا ہے۔آپ لوگوں اور قوم دشمن اور سماج دشمن عناصر کو تشدد کی ترغیب دیتے ہیں جس سے امن درہم برہم ہوتا ہے۔آپ کے خلاف بہت سے کیس درج اور زیر سماعت ہیں۔پھر بھی آپ قوم دشمن اور غیر قانونی حرکات سے باز نہیں آتے۔(ایف آئی آر سے)

☆ 6 فروری 1985ء کو آپ نے اقبال مارکیٹ سوپور میں ایک جلسہ سے خطاب کیا جس میں آپ کو موٹر کار قوم دشمن حرکات تیز کرنے کے لیے بطور تحفہ پیش کی گئی۔اس موقع پر آپ نے خطاب کرتے ہوئے اپنی پارٹی کی طرف سے ریاست جموں وکشمیر کو آزاد کرانے کے لیے نئے عزم کا اظہار کیا ہے اس لیے آپ کی جماعت کوئی بھی حد پار کر سکتی ہے۔لہذا آپ کے خلاف مقدمہ علت نمبر 51 سال 1985ء بجرائم 13، 2 یو اپل ایکٹ تھانہ پولیس سوپور میں رجسٹر کیا گیا۔(ایف آئی آر)

8 دسمبر 1984ء کی رہائی کے بعد سوپور میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے اپنی گرفتاری کو غیر قانونی بتایا اور کہا کہ کشمیر کا مسئلہ عوام کی مرضی سے حل ہونا چاہیے۔آپ نے اس جلسے میں مقبول بٹ کو شہید کہا اور اس کی پھانسی کی مذمت کی ہے۔آپ نے اس بات کا اعلان کیا کہ آپ اور آپ کی جماعت کشمیر کی آزادی کے لیے زندگیاں نچھاور کرے گی۔

حق گوئی و بیبا کی

اس کے بعد درجنوں مقدمات جناب گیلانی پر قائم کئے گئے۔1985ء میں گرفتاری کے بعد رہا ہو کر آئے تو سرینگر میں ایک پر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اپنے عزم کو دہرایا۔ بھارت نے کشمیریوں کے حق خودارادیت کو اقوام متحدہ میں تسلیم کر لیا ہے اور ہماری کوشش بھی یہی ہے کہ حق خودارادیت کے اس مسئلے کے حل کیلئے سیاسی انداز میں جدوجہد کی جائے۔ بھارتی حکمرانوں کا مفاد بھی اسی میں ہے لیکن اگر انہوں نے مزید ٹال مٹول سے کام لیا تو کشمیری کسی دوسرے راستے کا انتخاب کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔

1975ء کشمیریوں کے لیے ایک اور دھچکا ثابت ہوا جس میں مرحوم شیخ محمد عبداللہ نے ایک رسوا کن معاہدے کے تحت کشمیری عوام کی قسمت کا سودا کرنے کی جسارت کی اور انتہائی گھٹیا اور شرمناک شرائط پر وزارت اعلی قبول کی شیخ صاحب مرحوم کی اس گھٹیا حرکت پر سید علی گیلانی کا بلند آہنگ نعرہ مستانہ ایک بار پھر بلند ہوا۔شیخ صاحب کو اس بات کا پورا یقین تھا کہ اگر گیلانی اسی طرح عوام کو للکارتے رہے، عوام کے سامنے انکے کارناموں کا تذکرہ کرتے رہے تو اس کے اقتدار کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔صورت حال کو اپنے حق میں بدلنے کے لیے مرحوم شیخ صاحب نے بھارت میں نافذ شدہ ایمرجنسی کو کشمیر درآمد کیا اور اسی دوران ان تمام فرزانوں کو زندان کے حوالے کر دیا جو انکی نظر میں انکے لیے خطرہ کی ایک علامت تھے۔اس نے بزعم خود تحریک آزادی کے تمام رہنماؤں کو پس دیوار زندان ڈال کر کچل دیا تھا، مگر کوئی دیوار زندان، کوئی زنجیر اور کوئی ہتھکڑی اس آواز کو ختم نہ کر سکی۔جو عوام کے دل کی ترجمان تھی۔حکومت کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ جس شخص کو انہوں نے جیل میں ڈالا ہے وہ باہر سے زیادہ اندر خطرناک ثابت ہوا ہے چنانچہ ایک بار پھر انہیں رہا کر دیا گیا۔

1979 مرحوم بھٹو کی پھانسی کے بعد کا دور اگر چہ پوری وادی میں دین پسند طبقے کے لیے ایک ابتلاء وآزمائش کا دور ثابت ہوا مگر جماعت اسلامی کے لیے یہ ایک بہت ہی زیادہ خطرناک دور تھا انکی کروڑوں کی جائیدادیں تباہ و برباد کر دی گئیں، عمارتیں نذر آتش کر دی گئیں، باغات کاٹے گئے۔۔۔لیکن سید علی گیلانی اس وقت بھی بستی بستی اور قریہ قریہ جا کر عوام کے حوصلے بلند کرتے رہے کہ ان حالات سے دل برداشتہ یا پست ہمت ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور انہیں حوصلہ دیا کہ ان قربانیوں سے بہت جلد انقلاب کی صبح طلوع ہو گی۔

ظلم ڈھانے والے چاہیے افراد ہوں یا حکومتیں انہیں شاید معلوم نہ ہو کہ ہر بوسیدہ نظام جو کھوکھلی قیادت کے سہارے چل رہا ہو اعلی اصول و مقاصد اخلاقی معیارات اور تہذیب سے محروم ہو، وہ اصلاح اور تعمیر کے آگے ٹھہر نہیں سکتا۔انہوں نے جس قیادت کو ختم کرنا چاہا تھا وہ پوری قوت سے میدان میں کھڑی رہتی ہے۔سید علی گیلانی نے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا بلکہ جب اور جس وقت انہیں موقع ملا انہوں نے کشمیریوں کی ہر وقت وکالت کی ہے مجھے انکی وہ تقاریر اور خطبے یاد ہیں جو بالکل موضوع کے اعتبار سے مختلف ہوتی تھیں مگر ہر موضوع کے اختتام پر وہ ضرور اپنی مظلوم قوم کے حق میں اپنی آواز بلند کرنے سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیتے تھے۔

اعلان جنگ

مجھے پوری طرح یاد ہے کہ مئی 1980 جمعہ المبارک کا دن تھا اور میں سوپور کے ایک مقامی اسکول میں زیر تعلیم تھا۔ آزادی کے حق میں آواز اٹھانے والوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جارہے تھے اسی دوران سوپور کا ایک نوجوان بھارتی فوجیوں کے ہاتھوں شہید ہو چکا تھا، معلوم ہوا کہ گیلانی صاحب حج کر کے واپس آگئے ہیں اور جامع مسجد سوپور میں انکا خطاب ہے، اللہ تعالی نے گیلانی صاحب کو ایک فصیح وبلیغ انداز بیان سے نوازا تھا اور جب بولتے تھے تو روانی کے ساتھ بغیر کسی رکاوٹ کے اختتام تک ایک ہی طرز میں اپنی تقریر ختم کر دیتے تھے دور دراز سے لوگ آپ کی تقریر سننے کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ یہ تقریر دراصل بھارت کی بالادستی کے خلاف ایک کھلا اعلان جنگ تھا۔ ۔ وقت کے لیڈر نے عوام سے کہہ دیا کہ وہ اب بیلٹ کے بجائے بلٹ پر انحصار کریں۔ حکومت وقت کی نظریں مسلسل سید علی گیلانی پر لگی ہوئیں تھیں۔ چنانچہ ان کی شعلہ نوائی اور باغیانہ انداز کو وہ کیسے برداشت کر لیتے۔ اس لیے ایک بار پھر گرفتار کر لیا گیا اور انہیں پاکستانی ایجنٹ قرار دے کر تعذیب کا نشانہ بنایا گیا۔ رہائی کے فورا بعد آپ نے سرینگر میں ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے دوٹوک انداز میں کہا ''تم مجھے سولی پر چڑھا دو، ہمارے گھر جلا دو، لیکن کشمیر کا بھارت سے الحاق میں نہیں مانتا، میں نہیں مانتا۔

13 اکتوبر 1983ء کو آپ نے سرینگر میں جس تاریخی پریس کانفرنس سے خطاب کیا اس کے تذکرے کے بغیر بات مکمل نہیں ہوتی۔ آپ نے الیکشن پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

الیکشن استصواب رائے کا نعم البدل نہیں ہو سکتے۔ یہ محض ایک انتظامی مسئلہ ہے، جہاں تک عوام کے مستقبل کا تعلق ہے تو اس کیلئے رائے شماری کا ایک واضح طریقہ موجود ہے۔ اس لیے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ریاست کے عوام سے پوچھا جائے۔ اگر لوگ ہندوستان کے حق میں ہی رائے کا اظہار کریں گے تو وہ بھی ساری دنیا کے سامنے آئے گا اور اگر بھارت کو کشمیریوں کے جذبات کی ایسی روش پر اعتماد ہے تو وہ استصواب رائے کے مطالبے سے کیوں سیخ پا ہو جاتا ہے؟

13 اکتوبر 1983ء کو آپ نے سرینگر میں جس تاریخی پریس کانفرنس سے خطاب کیا اس کے تذکرے کے بغیر بات مکمل نہیں ہوتی۔ آپ نے الیکشن پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ الیکشن استصواب رائے کا نعم البدل نہیں ہوسکتے۔ یہ محض ایک انتظامی مسئلہ ہے، جہاں تک عوام کے مستقبل کا تعلق ہے تو اس کیلئے رائے شماری کا ایک واضح طریقہ موجود ہے۔ اس لیے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ریاست کے عوام سے پوچھا جائے۔ اگر لوگ ہندوستان کے حق میں ہی رائے کا اظہار کریں گے تو وہ بھی ساری دنیا کے سامنے آئے گا اور اگر بھارت کو کشمیریوں کے جذبات کی ایسی روش پر اعتماد ہے تو وہ استصواب رائے کے مطالبے سے کیوں سیخ پا ہو جاتا ہے

سید علی گیلانی نہ صرف کشمیریوں کی حقوق کے لیے جدجہد کے لیے سرگرم رہے بلکہ امت مسلمہ کا درد آپ کے دل میں ہمیشہ موجود تھا یہی وجہ ہے کہ افغانستان کی موجودہ صورت حال پر وہ انتہائی رنجیدہ تھے اامریکہ اور اسکے اتحادیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ۔ یہ صورت حال پوری ملت کے لیے بہت بڑا المیہ اور سانحہ ہے ایک ارب سے زائد آبادی رکھنے اور دنیا کے ہر ملک میں آباد ہونے والی ملت ، عالمی سطح پر پیدا ہو جانے والی صورتحال میں کوئی مشترکہ موقف اختیار کر سکنے کے قابل نہ ہو اور دنیا کے دوسرے ممالک ان کو اپنے Dictation پر عمل کرنے پر مجبور کریں در آغا لانکہ ان کے پاس بے پناہ مادی اور افرادی قوت اور تیل اور معدنیات کی دولت ہے۔ اہم ترین جغرفیائی پوزیشن اور حیثیت ہونے کے باوجود پھر بھی اپنا وزن محسوس نہ کروا سکے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ سارے مسلم ممالک کی حکومتیں استعماری قوتوں کی دست نگر ہو کر رہ گئی ہیں' معاشی لحاظ سے کمزور اور بین الاقوامی اداروں کے قرض پر انحصار رکھتی ہیں۔ نظریاتی لحاظ سے اسلام کے ہدایت بخش نظام سے ذہنی اور عملی طور پر کٹ کر رہ گئے ہیں۔ باطل اور غیر اسلامی نظریات سے مرعوب ہو چکے ہیں۔ اکثر و بیشتر مسلم ممالک میں حکومتیں اپنے عوام کے جذبات اور احساسات کے علی الرغم چل رہی ہیں۔ وہ محض حکومتی ذرائع اور وسائل کی بنیاد پر عوام پر سوار ہیں۔ ان کے اور عوام کے درمیان کوئی ہم آہنگی اور یکجہتی نہیں ہے۔

9/11 ستمبر کے خونین واقعات کے بعد پیدا ہو جانے والی صورت حال نے امت مسلمہ کے اس زوال اور فکر وعمل کے انتشار کو اور زیادہ واضح کر دیا ہے۔ سید فرماتے ہیں کہ طاقت کا بے جا استعمال جیسے 11 ستمبر کے واقعہ میں قابل مذمت اور خلاف انسانیت و اخلاق تھا۔ برابر اسی طرح ۸ اکتوبر 2001ء کے ہوائی حملوں کو بھی دہشت گردی کے بغیر کوئی اور نام نہیں دیا جا سکتا ہے۔ کسی بھی یکطرفہ کارروائی کی اگر پوری دنیا بھی حمایت کرے تو اس کی بنیاد پر اس کو جائز نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔

افغانستان کے ضمن میں پاکستانی موقف اور عوام الناس کے جذبات کی جس طرح ترجمانی سید علی گیلانی کرتے رہے میرے خیال میں خود پاکستانی حکمران بھی اسطرح اپنے ملک کا دفاع کرنے سے معذور نظر آرہے تھے۔ سید علی گیلانی نے بہ بانگ دہل کہا کہ امریکہ پر انحصار رکھتے ہوئے اس مسئلے کے دائمی پائیدار حل کی امید رکھنا 60 سالہ تجربات کی بنیاد پر خیال خام ہی قرار دیا جا سکتا ہے ۔ پاکستان نے سیٹو اور سینٹو میں امریکہ کا حلیف بن کر روسی استعمار کو اپنے خلاف کر لیا۔ اور اس نے ویٹو کا استعمال کر کے مسئلہ کشمیر کو جتنا نقصان پہنچایا ہے اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سویت یونین نے بھارت کے جابرانہ اور ظالمانہ قبضہ کو جس طرح

Legetimacy عطا کردی ہے۔ امریکہ نے کبھی اس طرح کی جرائت مندی کا اظہار کر کے پاکستان کے جائز اور مبنی برصداقت موقف کی حمایت نہیں کی ہے بلکہ اس کو ہر مرحلے پر اپنی قومی، معاشی اور سیاسی مفادات کا ہی خیال رہا۔ اس نے کبھی مسئلہ کشمیر کو تاریخی شواہد حق وصداقت اور جموں وکشمیر کے عوام کی غالب اکثریت کی عظیم اور بے مثال قربانیوں کی بنیاد پر اپنا اثر رسوخ استعمال کر کے اس کے دائمی اور پائیدار حل میں مدد دینے کی کوشش نہیں کی ہے۔ آج جب کہ وہ دہشت گردی کا بزعم خویش افغانستان کو مجرم قرار دے رہا ہے اور اس کو اپنی طاقت کا مزہ چکھانے میں پاکستان کے شانوں پر سوار ہوکر تاخت وتاراج کرنے کی کوششوں میں نہ صرف خود بلکہ پوری دنیا کو اپنی پشت پر کھڑا کر دینا چاہتا ہے وہ کیسے چاہیے گا کہ مسئلہ کشمیر اس کے تاریخی پس منظر کی روشنی میں حل ہوکر برصغیر ہند و پاک میں تعلقات استوار ہو جائیں•••••• وہ تو اب بھی اس مسئلے کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتا رہیگا۔ پاکستان سے بھی اور بھارت سے بھی اس کے حوالے سے اپنے عزائم کی تکمیل چاہیے گا۔

سیدعلی گیلانی کی دوراندیشی داد دینے کے قابل ہے انہوں اسی موقعہ پر کہا تھا کہ امریکہ افغانستان میں تربیتی کیمپ بند کروانے کا مطالبہ کر رہا ہے اور اس کے نزدیک یہ دہشت گردی کی تربیت گاہیں ہیں۔ کل کو امریکہ پاکستان سے کہئے گا کہ جموں وکشمیر کے آزاد حصے میں آزادی کی سرگرمیاں ختم کردی جائیں، کیونکہ وہ بھارت کو بھی راحت پہنچانا چاہتا ہے۔ اس لیے کہ بھارت اس کے لیے تجارت کی بہت بڑی منڈی ہے۔ مسئلہ کشمیر حل کرنے کے لیے مسلح جدوجہد کو سدراہ قرار دیکر مذاکرات کے ذریعہ اس کو حل کروانے میں مدد کرنے کا وعدہ کرے گا۔ آج گیلانی صاحب کی یہ باتیں سچ ثابت ہورہی ہیں۔ سیدعلی گیلانی نہ صرف کشمیر بلکہ عالم اسلام کے لیے ایک دردمند دل رکھتے تھے انہوں نے چیچنیا، بوسنیا، فلسطین، سوڈان وغیرا ن تمام مملک کے حق میں ہمیشہ اپنی آواز بلند کی جنہیں غیروں نے ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔

الیکشن کا آخری معرکہ

> سیدعلی گیلانی نے بہ بانگ دہل کہا کہ امریکہ پر انحصار رکھتے ہوئے اس مسئلے کے دائمی پائیدار حل کی امید رکھنا60 سالہ تجربات کی بنیاد پر خیال خام ہی قرار دیا جاسکتا ہے ۔ پاکستان نے سیٹواور سینٹو میں امریکہ کا حلیف بن کر روسی استعمار کو اپنے خلاف کرلیا۔ اور اس نے ویٹو کا استعمال کر کے مسئلہ کشمیر کو جتنا نقصان پہنچایا ہے اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سویت یونین نے بھارت کے جابرانہ اور ظالمانہ قبضہ کو جس طرح Legetimacy عطا کردی ہے۔ امریکہ نے کبھی اس طرح کی جراءت مندی کا اظہار کر کے پاکستان کے جائز اور مبنی برصداقت موقف کی حمایت نہیں کی ہے بلکہ اس کو ہر مرحلے پر اپنی قومی، معاشی اور سیاسی مفادات کا ہی خیال رہا

جناب گیلانی نے مسئلہ کشمیر کو اجاگر کرنے کے لیے اور کشمیریوں کو انکے حقوق دلوانے کے لیے ہر طرح کے طریقے اختیار کیئے۔ 1987ء میں جب ایک بار پھر الیکشن کا بگل بجا تو آپ نے اپنی شبانہ روز محنتوں سے ریاست کی اسلام پسند جماعتوں اور تحریک آزادی سے متعلق گروپوں کو مسلم متحدہ محاذ کے پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ اس اتحاد نے بھارتی سامراج کی نیدیں اچاٹ کر کے رکھ دیں۔ جب بھارت پہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی ہے کہ مسلم متحدہ محاذ بھاری اکثریت سے جیت جائے گا۔ اس کی جیت کے نتیجہ میں کیا ہونے والا ہے‘ اس سوال کا جواب بھی بھارتی استعمار کو نوشتہ دیوار کی طرح سامنے نظر آرہا تھا۔ انتخابات ہوئے لیکن بھارت سرکار اور کٹھ پتلی انتظامیہ نے رسوائی سے بچنے کے لیے وہ شرمناک دھاندلی کی کہ شیطان بھی شرما کر رہ گیا۔ نتائج کے اعلان سے قبل ہی محاذ کے تمام اہم رہنماؤں کو گرفتار کرلیا گیا۔ اس کے باوجود بھارت کے حکمران عوامی جوش وجذبے اور زبردست قوت کی وجہ سے سیدعلی گیلانی کو نہ ہراسکی۔ صاف نظر آتا تھا کہ کشمیر میں ووٹ کے محاذ پر یہ آخری معرکہ تھا۔ اس کے بعد بلٹ کا دور شروع ہوگیا جو فطری طور کے راستے کے بعد شروع ہوتا ہے۔

تاریخی خطاب

سیدعلی گیلانی اس کے بعد پھر میدان میں آئے اور عوام الناس سے کہہ دیا کہ اب یہ دور ختم ہوچکا ہے ہم نے اسمبلی میں دیکھا، انتخابات اور پرامن ذرائع سے بھی ہم اپنی بات نہیں منوا سکے۔ بیلٹ کا دور ختم ہوگیا۔ چونکہ نوجوان بھی بے قابو ہوچکے تھے۔ عوام بھی بھارت اور کشمیری حکمران طبقے سے نالاں تھا۔ اس موقعہ پر سوپور میں ایک جم غفیر کے سامنے تقریر کرتے ہوئے آپ نے ملت اسلامیہ کشمیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ، آپ کب تک صابروں میں شمار ہوتے رہیں گے۔ یہ فلک بوس سینما ہال، یہ عریاں رقص وسرود کی محفلیں، تمہاری تہذیب وروایات تم سے چھینی جارہی ہے۔ نوجوانوں کی روح کس نے قبض کرلی ہے۔ تمہیں کب تک اپنی کرسیوں کے لیے گولیاں کھانے اور قربانیاں دینے کے لیے چارے کے طور پر استعمال کیا جائے گا؟ کیا آپ میں مومنانہ بے تیغ لڑے کا جذبہ اور عزم ختم ہوگیا ہے۔ یاد رکھیے کہ ”غلامی کی ہزار سالہ زندگی سے بہتر ہے کہ آدمی آزادی اور اسلام کی خاطر ایک دن کی زندگی قبول کرے“۔

آپ نے ایک طرف تو کشمیری نوجوانوں کو مزاحمت کے لیے تیار کیا اور جدوجہد میں مصروف تنظیموں کو باہم متحد کر کے بھارت کے خلاف کھڑا کردیا۔ دوسری جانب جدو جہد کی حمایت اور سیاسی سطح پر مسئلہ کشمیر کو اجاگر کرنے کے لیے تحریک حریت کشمیر کے نام سے ایک اتحاد کو منظّم کیا۔ مگر تھوڑے عرصہ

کے بعد ہی اتحاد کی پوری قیادت کو حوالہ زندان کردیا گیا اور حکومت وقت نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ اس نومولود اتحاد کو بکھیرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جسکی بنا پر یہ نومولود اتحاد زیادہ دیر قائم نہ رہ سکا۔ اس کے بعد ایک اور اتحاد قائم ہوا جو کہ حریت کانفرنس کے نام سے کشمیر کی سرزمین اپنی جڑیں مضبوط کرتا رہا مگر دشمنوں نے اس اتحاد سے بھی خوف کھایا اور یہ بھی پارہ پارہ ہوگیا۔

گویا سید گیلانی نے راہ حق میں عمر قید سے بھی زیادہ مدت جیل کی بلند و بالا اور آہنی زنجیروں اور کنکریٹ دیواروں کے پیچھے گزاردی۔ بار بار آپ کو نعرہ حق، حق خودارادیت سے باز رہنے کے لیے مختلف قسم کی پیش کش بھی کی گئیں، مگر آپ نے ان تمام ترغیبات کو پائے استحقاق سے ٹھکرادیا۔

ریاست جموں وکشمیر کی حد تک شیخ محمد عبداللہ مرحوم کے بعد اگر کوئی فرد اٹھا تو وہ سید گیلانی ہی ہیں جن کے عزم و ہمت کو کوئی توڑ نہ سکا۔ یہ الگ بات ہے کہ لوگوں نے انکو نہ پہچانا بلکہ انہیں اپنوں کے طعنوں و تیروں کا نشانہ بننا پڑا۔ گیلانی صاحب کی بہت سی باتوں سے اختلاف ممکن ہے۔ مگر انکی استقامت اور پامردی قابل داد ہے۔ وہ مشرف کے تیار کردہ فارمولے کو مسئلہ کشمیر کا کوئی پائیدار حل تصور نہیں کرتے۔ غالباً وہ یہ سوچتے ہیں کہ اس طرح سے مسئلہ کشمیر کا کوئی پائیدار حل بھی ممکن نہیں؛ بلکہ اس سے ہمارا کیس مزید کمزور ہوگا اور ہم ایک ہزار سال پیچھے چلے جائیں گے۔ آپ نے بھارتی سامراج کے خون آشام

سید علی گیلانی کی دوراندیشی داد دینے کے قابل ہے انہوں اسی موقعہ پر کہا تھا کہ امریکہ افغانستان میں تربیتی کیمپ بند کروانے کا مطالبہ کررہا ہے اور اس کے نزدیک یہ دہشت گردی کی تربیت گاہیں ہیں۔ کل کو امریکہ پاکستان سے کہئے گا کہ جموں وکشمیر کے آزاد حصے میں آزادی کی سرگرمیاں ختم کردی جائیں، کیونکہ وہ بھارت کو بھی راحت پہنچانا چاہتا ہے۔ اس لیے کہ بھارت اس کے لیے تجارت کی بہت بڑی منڈی ہے۔ مسئلہ کشمیر حل کرنے کے لیے مسلح جدوجہد کو سدراہ قرار دیکر مذاکرات کے ذریعہ اس کو حل کروانے میں مدد کرنے کا وعدہ کریگا۔

آج گیلانی صاحب کی یہ باتیں سچ ثابت ہورہی ہیں

اور جبری ہتھکنڈوں کے خلاف مزاحمت کے دوران جس جرات و بے باکی اور عزیمت و استقامت کے انمٹ اور درخشاں نقوش چھوڑے ہیں وہ نہ صرف کشمیر کی تاریخ کا حصہ ہے بلکہ حریت پسندی کی پوری تاریخ کا ایک ناقابل فراموش باب ہے۔ برصغیر کی تاریخ مرتب کرنے والوں کے لیے اس نابغہ روزگار شخصیت کا اپنی شاہ سرخیوں جگہ دینے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ موصوف جیل کے اندر بھی اپنی قوم اور وطن کی آزادی کے لیے لڑتے رہے اور مسلسل اپنے قلم سے اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ کشمیر کے ضمن میں انہوں نے کئی کتابیں تحریر کی

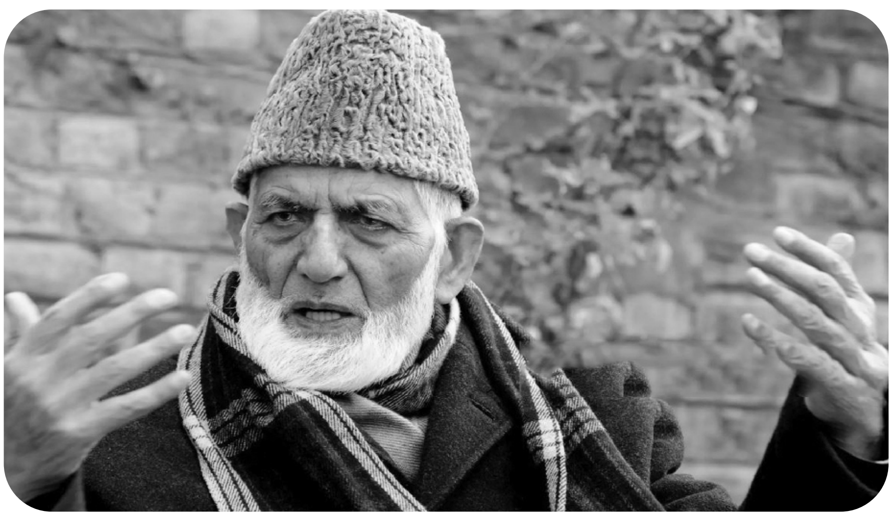

ہیں۔ جن میں قصہ درد اور انکی آپ بیتی ولر کنار کے تین حصے قدرے زیادہ مشہور ہیں۔ آج جبکہ وہ ہم میں نہیں ہیں مگر انہوں نے پوری قوم کو یہ پیغام دیا کہ "میں جانتا ہوں کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے چھٹکارا ممکن نہیں۔ مگر میں نے اپنی زندگی اسلام کی بالادستی اور مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے وقف کی تھی۔ آپ بھی اس مشن کے ساتھ پیوستہ رہیں۔ جو تھک چکے ہیں وہ بیٹھیں، آرام کریں لیکن قوم کو غلامی کی زندگی گذارنے پر آمادہ نہ کریں"

بہرکیف ایسے افراد قوموں اور ملتوں کا سرمایہ ہوتے ہیں جن کی قدردانی انکے چلے جانے کے بعد ہی کی جاتی ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ سید علی گیلانی اس صدی کے ایک ایسے ہیرو ہیں جو بار بار پیدا نہیں ہوتے ہیں۔ انکا صرف یہ جرم تھا کہ وہ ایک اسلام پسند تحریک سے وابستہ تھے۔ اور وہ ایک مظلوم و مقہور قوم کے حقوق کے لیے میدان عمل میں سرگرم رہے۔ اللہ تعالی انہیں جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے اور انکا خواب شرمندہ تعبیر ہو۔

☆☆☆

سلام اے بطل حریت۔۔۔سید علی گیلانیؒ

بس تحریک تھی۔۔۔۔نظریہ تھا۔۔۔۔۔اور سید علی گیلانیؒ تھا۔۔۔۔

سید نے جو نعرہ پہلے دن لگایا، جو الفاظ پہلے دن ادا کئے، جو موقف پہلے دن اپنایا ساری زندگی اس پر پہرہ دیا

تند و تیز ھوائیں، جیلیں، نظر بندیاں، بیڑیاں، تشدد، عقوبت خانے، لاٹھی چارج، ٹارچر سیل اور ذہنی ہراسگی اس استقامت کے پہاڑ کے پائے ثبات میں لغزش نہ لاسکی

ڈاکٹر عبدالروف

حزب اللہ اور حزب الشیطان کی جنگ روز اول سے ہے۔ انسانیت کی حق و باطل کی بنیاد پر تقسیم اللہ کی واحد تکوینی تقسیم ہے۔مومن کی حیثیت باقی انسانوں سے جداگانہ ہے۔ مومن گوشت پوست کے کسی پتلے کا نام نہیں جو صفات بہیمیہ کے ساتھ پیدا ہوتا اور مرتا ہے۔ بلکہ مومن ایک عظیم ذمہ داری کا نام ہے۔مومن کو تین اعزازات اور ذمہ داریوں سے نوازا گیا ہے۔

اللہ کا خلیفہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب، قرآن کا وارث ان تینوں حیثیتوں میں مومن اللہ کا سپاہی، از خود تقدیر الٰہی، اطاعت الٰہی کا پیکر، سرتاپا نظام طاغوت کا باغی، اللہ کا مددگار، باطل کے لیے "الصارم المسلول"، کفر کے ایوانوں کا زلزلہ، میدان جنگ کا شہسوار، استقامت کا کوہ گراں، اور اپنے قول وعمل میں اللہ کی برھان ہوتا ہے۔مومن اگر ان صفات کا حامل ہو تو میدان جنگ کی ظاہری فتح وشکست اس کی سنگ راہ ہے۔ مومن فتح وشکست کے الفاظ سے ماوراء ہوجاتا ہے۔ وہ میدان مار لے تو بھی کامیاب اور رسم شبیری ادا کر کے شہادت کا رتبہ پا لے تو بھی کامیاب۔ فتح وشکست سے بالاتر تائید الٰہی بالآخر مومن ہی کا مقدر ٹھہرتی ہے۔

زندہ قومیں اپنے ہیروز پر فخر کرتی ہیں، اپنی لازوال تاریخ پر ناز کرتی ہیں۔لیکن کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں کہ وہ تاریخ کے ماتھے کا بھی جھومر ہوتی ہیں اور تاریخ خود ان پر ناز بھی کرتی ہیں۔ یہ لوگ تاریخ کا رخ موڑتے ہیں۔ تاریخ کو بھی ایک پہچان دیتے ہیں۔قوموں کی بنیادیں گہری تعمیر کرتے ہیں۔اور قوموں کو ناقابل تسخیر بناتے ہیں۔ انہی عظیم شخصیات میں دھرتیٔ کشمیر کے سپوت، بطل حریت، تاریخ تحریک آزادی

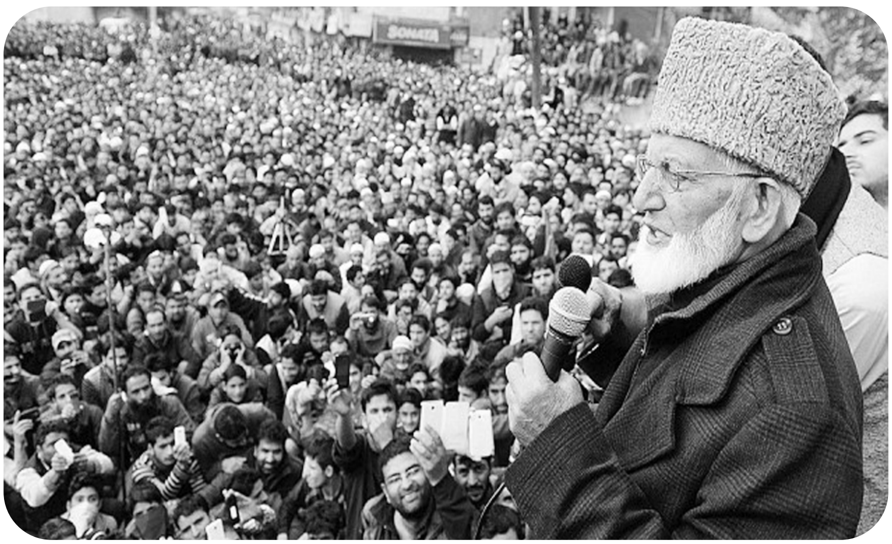

کشمیر کے ماتھے کا جھومر، کشمیری قوم کی آخری ڈھال سید علی گیلانیؒ شامل ہیں۔

کون جانتا تھا کہ 29 ستمبر 1929 کو ضلع بارہ مولہ میں جھیل ولر کے کنارے پر آباد ایک گاؤں میں آنکھ کھولنے والا سید علی گیلانیؒ اس صدی کی ایک تاریخ ساز شخصیت بنے گا۔ قیام پاکستان 1947ء تک سید علی گیلانیؒ برطانوی نیشنل تھے۔اپنے ابتدائی تعلیمی دور میں علامہ اقبالؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے والا یہ 20 سالہ نوجوان تقسیم ہند کے وقت ایک سکول میں استاد تھا۔ تقسیم برصغیر کے فارمولے کے مطابق مسلم اکثریتی علاقوں کو پاکستان میں شامل ہونا تھا۔ لیکن کشمیر کو اپنی ذاتی جاگیر بنانے والے ڈوگرہ نے اس کا الحاق چپکے سے انڈیا سے کردیا۔ یہ خبر خود کشمیریوں کے سر پر ایک برق بن کر گری۔ کشمیری اس پر سراپا احتجاج ہوئے تو انڈیا کی بربریت کا شکار ہوئے۔ ابتدائی طور پر نگاہیں قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی طرف اٹھیں کہ وہ اس ظالمانہ گھناؤنی سازش کے خلاف انڈیا کو آزادی کشمیر اور تقسیم ہند کے فارمولے پر عمل کرنے پر مجبور کریں۔ قائد اعظم محمد علی جناحؒ کشمیریوں کے جذبات سے خوب آگاہ تھے۔اور جانتے تھے کہ یہ مسئلہ فوجی مداخلت کے بغیر حل نہیں ہوگا۔ قائد اعظمؒ نے اس وقت کے پاکستانی فوج کے انگریز سربراہ سے کہا کہ وہ کشمیر پر فوج کشی کرے۔لیکن اس نے قائد اعظمؒ کا حکم ماننے سے صاف انکار کر دیا۔جس کا قائد کو شدید صدمہ پہنچا۔

فوج کے انکار کے بعد چاروناچار آزادی کشمیر کی ذمہ داری مجاہدین کے کندھوں پر آگئی۔ کچھ قبائلی مجاہدین نے انڈین فوج پر حملہ کر کے جہاد کے ذریعے کشمیر کا ایک ٹکڑا ہندو استعمار سے آزاد کروالیا۔لیکن پھر انڈیا بھاگ کر اقوام متحدہ جا پہنچا اور بلبلانے لگا۔اور استدعا کی، وعدہ کیا کہ وہ کشمیریوں کو استصواب رائے کا حق دے گا۔لیکن پہلے امن کو ایک موقع دیا جائے کہ رٹ لگا کر وقت کے ساتھ ساتھ انڈیا نے دجل اور فریب کا سہارا لے کر یہ ثابت کیا کہ جنگ بندی محض ایک جنگی چال تھی۔ دراصل انڈیا کچھ وقت لے کر کشمیر کے مسئلے کو الجھانا چاہتا تھا اور بالآخر کشمیر میں ہندو آبادی بڑھا کر ایک طرف کشمیر میں ھندو اور مسلم آبادی کا تناسب بگاڑنا چاہتا تھا تو دوسری طرف بزور بازو کشمیر کی آزادی کا ڈی این اے تبدیل کرنا چاہتا تھا۔

زندہ قومیں اپنے ہیروز پر فخر کرتی ہیں، اپنی لازوال تاریخ پر ناز کرتی ہیں۔ لیکن کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں کہ وہ تاریخ کے ماتھے کا بھی جھومر ہوتی ہیں اور تاریخ خود ان پر ناز بھی کرتی ہیں۔ یہ لوگ تاریخ کا رخ موڑتے ہیں۔ تاریخ کو بھی ایک پہچان دیتے ہیں۔ قوموں کی بنیادیں گہری تعمیر کرتے ہیں۔ اور قوموں کو ناقابل تسخیر بناتے ہیں۔ انہی عظیم شخصیات میں کشمیر دھرتی کے سپوت، بطل حریت، تاریخ تحریک آزادی کشمیر کے ماتھے کا جھومر، کشمیری قوم کی آخری ڈھال سید علی گیلانیؒ شامل ہیں

سکول ماسٹر سید علی گیلانیؒ کی نظریں حالات کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔ 1950 میں سید نے اپنی ملازمت کو اصل اقتدار کے منہ پر مار کر جماعت اسلامی جموں وکشمیر کے پلیٹ فارم سے تحریک آزادی کشمیر کا علم بلند کر دیا۔ تعلیم یافتہ گریجویٹ نوجوان، سید گھرانہ، استاد، جماعت کے فعال رکن اور ایک اعلیٰ درجے کے مقرر ہونے کی امتیازی خصوصیات نے جلد ہی سید علی گیلانی کو پہلے تحریک آزادی کشمیر اور بعدازاں دنیا کے بلند پایہ رہنماؤں کی صف میں لا کھڑا کر دیا۔

سید نے جو نعرہ پہلے دن لگایا، جو الفاظ پہلے دن ادا کئے، جو موقف پہلے دن اپنایا ساری زندگی اس پر پہرہ دیا۔ تند و تیز ہوائیں۔ جیلیں، نظر بندیاں، بیڑیاں، تشدد، عقوبت خانے، لاٹھی چارج، ٹارچر سیل اور ذہنی ہراسگی اس استقامت کے پہاڑ کے پائے ثبات میں لغزش نہ لاسکی۔

بھارتی فوج نے سید علی گیلانی کو پچھلے 11 سال سے مسلسل گھر پر نظر بند کر رکھا تھا۔ سید علی گیلانی ایک آہنی اور کرشماتی شخصیت ہی نہیں بلکہ ایک نظریاتی اور ان مٹ تحریک کا نام تھا۔ ہندوستان سید مودودیؒ کے اس روحانی بیٹے سے مسلسل خوف زدہ رہا۔ اور یہ مرد قلندر بھی مسلسل ہندو نیتاؤں اور سورماؤں کو سارے کشمیر کے طول و عرض، ہر میدان، دشت اور وادی میں ببانگ دہل للکارتا رہا۔

یہی وجہ تھی کہ بھارت نے انہیں مسلسل کئی سال پابند سلاسل اور نظر بند رکھا۔ سید نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ جیل میں گزار کر اور تحریک کی خاطر جان دے کر تاریخ کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ سید علی گیلانی ہی تحریک آزادی کشمیر کا مجدد ہے۔ ظلم و بربریت کا ہر وار آزمانے کے باوجود انڈیا تحریک آزادی کشمیر کو نہ روک سکا۔ اور یہ تحریک سید کی قیادت میں آگے بڑھتی رہی۔

ہندوستان کی سرزمین پر رہ کر اگر کوئی شخص پاکستان سے والہانہ محبت رکھتا تھا تو سید علی گیلانی تھا۔ وہ اپنے خطاب میں ہمیشہ کشمیریوں کے استصواب رائے اور الحاقِ پاکستان کی بات کرتے تھے۔ وہ تقریر کے دوران مقبوضہ کشمیر میں پرزور یہ نعرہ مستانہ لگواتے تھے کہ ''ہم پاکستانی ہیں اور پاکستان ہمارا ہے''۔ سید علی گیلانی تحریکِ آزادی اور کشمیریوں کے استصواب رائے پر بے لچک موقف رکھنے والے انسان تھے۔ ایسا مصمم ارادہ اور ایسا آہن صفت موقف تھا کہ سید نے اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہ کیا۔

جماعت اسلامی میں زندگی گزارنے کے باوجود جب انہوں نے دیکھا کہ کشمیر کے مسئلے کے حوالے سے جماعت لچک دکھا رہی ہے تو سید نے جماعت سے اتفاق نہ کرتے ہوئے 2003 میں "تحریک حریت جموں کشمیر" کے نام سے ایک نئی سیاسی جماعت کی بنیاد رکھی۔

سید علی گیلانی 1993 میں قائم ہونے والے حریت کانفرنس جیسے بڑے اتحاد کے بانی افراد میں شامل تھے۔ جو استصواب رائے کا حامی سب سے بڑا اتحاد تھا۔ لیکن اس کے باوجود جب اس اتحاد کے بعض لوگوں نے اپنے موقف پر سستی اور لچک دکھائی تو سید نے اپنا حلقہ اور راستہ الگ کر لیا اور لچک دار جماعتیں میرواعظ عمر فاروق کی قیادت میں جمع ہوگئیں۔

بعدازاں اپنے ہی حلقے سے چند اصولی اختلافات کی بناء پر 2020 میں بھی علیحدہ ہوگئے۔ اور اس موقع پر سید نے اپنے ایک آڈیو بیان میں کہا کہ وہ اتحاد کے اندر پائی جانے والی موجودہ صورت حال کے پیش نظر اسے خیرآباد کہتے ہیں۔ اور اس موقع پر حریت کانفرنس کو ایک تفصیلی خط بھی لکھا۔ 2003 میں جب مشرف نے تقسیم کشمیر کا فارمولا دیا تو سید علی گیلانی نے اس کو زور دار انداز میں کیا۔ جبکہ کچھ لوگوں نے اسے قبول کیا جن سے سید نے برأت کر لی۔

بس تحریک تھی---- نظریہ تھا----- اور سید علی گیلانی تھا----

سید نے جو نعرہ پہلے دن لگایا، جو الفاظ پہلے دن ادا کئے، جو موقف پہلے دن اپنایا ساری زندگی اس پر پہرہ دیا۔ تند و تیز ہوائیں۔ جیلیں، نظر بندیاں، بیڑیاں، تشدد، عقوبت خانے، لاٹھی چارج، ٹارچر سیل اور ذہنی ہراسگی اس استقامت کے پہاڑ کے پائے ثبات میں لغزش نہ لاسکی۔

پاکستان کے 73 ویں یوم آزادی کے موقع پر اس مرد میداں کو پاکستانی حکومت کی طرف سے اس وقت نشان پاکستان کا اعزاز دیا گیا جب یہ شدید علیل تھے اور ہسپتال میں زیر علاج تھے۔

یکم ستمبر 2021 کو تحریک کا یہ سورج اپنی روشنی ماند کئے بغیر سری نگر میں اپنی رہائش گاہ واقع حیدر پورہ میں ڈوب گیا۔

سر آمد روزگارِ ایں فقیرے
دگر دانائے راز آید کہ ناید۔

اللہ تعالیٰ ان کی مرقد پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

جناب ڈاکٹر عبدالرعوف کا تعلق ٹیکسلا سے ہے۔ معروف عالم دین، دانشور اور محقق ہیں۔ کشمیر الیوم کے مستقل کالم نگار ہیں اور بلا معاوضہ لکھتے ہیں

خط بنام امام سید علی گیلانیؒ

جناب امام گیلانیؒ!!!

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

آپ کی رحلت کو ایک سال ہونے کو ہے آپ تھے تو کشمیر ہر لمحہ آزادی 'حریت' اور جدوجہد کا استعارہ تھا۔آپ کی وفات کے بعد آج آر پار ایک سناٹا ہے۔آپ کی وادی آج بھی ایک قید خانہ ہے جہاں کے جلاد کشمیر کے بے گناہ لوگوں کو اپنے جور وستم کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔یاسین ملک تا حال قید میں ہے اور دیگر کشمیری رہنما بھی جیلوں میں قید ہیں یا نظر بند ہیں۔کشمیر اور اہل کشمیر سب تباہ حال ہیں مگر دنیا کو تو کیا پروا ہے، خود ہم آزاد کشمیر اور اہل پاکستان بھی ان کو بھول رہے ہیں۔ہاں کشمیر کے نام پر اور اس کے مسئلے کے حوالے سے ہمارے نمبر بن رہے ہوں ہماری آمدنی میں اضافہ ہوتا ہو، تو ہم اس کے لیے فعال ہوجاتے ہیں اور الحمدللہ آج بھی فعال ہیں۔تحریک آزادی کے حوالے سے ہماری کوئی صلاحیت ہو یا نہ ہو لیکن اپنے کشمیر فنڈز میں اضافہ کے لئے ہم کبھی عرب ممالک کبھی ترکی اور کبھی یورپی ممالک اور امریکہ کا دورہ کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔اور یہ دورے جاری ہیں۔۔۔الحمدللہ

آزاد کشمیر حکومت تحریک آزادی کا حقیقی بیس کیمپ ہے، اپنی اس ذمہ داری کا قوم اور حکومت کو شدت سے احساس ہے۔۔الحمد للہ اس ذمہ داری کو کما حقہ نبھانے کی ہر ممکنہ کوشش ہورہی ہے۔۔۔۔اگرچہ آزاد کشمیر کا انتظام ایک اچھا ڈپٹی کمشنر چلا سکتا ہے لیکن کشمیر کی آزادی کی تحریک کی خاطر ہم نے اتنی بڑی کابینہ بنا رکھی ہے اور بڑی ہیوی جیوڈیشری بھی ہم نے تحریک آزادی کی ضرورت کے تحت ہی بنا رکھی ہے۔آپ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کے دفاتر دیکھیں۔۔امریکہ اور برطانیہ کے ججوں کے دفاتر سے زیادہ شاندار فرنیچر اور سہولیات انہیں فراہم ہیں۔ان کے علاوہ مراعات اور بعد از سروس مراعات کا پیکجز دیکھیں امریکی ججوں سے کسی طور کم نہیں۔کروڑوں کی گاڑی ۔۔جانے والے جج کو چند روپیوں میں اس لیے دی جاتی ہے کہ اس نے کشمیر کو آزاد کروانے کا کام دوران سروس بہت خوب کیا ہے۔

ڈاکٹر قاسم بن حسن

جناب سیدؒ۔۔۔ہم اس حقیقت کو سمجھ چکے ہیں کہ تحریک آزادی کے لیے تعلیم بہت خطرناک ہے لہٰذا گورنمنٹ سکولوں میں اساتذہ زیادہ اور بچے کم ہیں۔اساتذہ دن رات کشمیر کی آزادی کے لیے کوشاں ہیں۔گورنمنٹ سکولوں کو خالی کرنے میں ہماری اپنی فاونڈیشنیں کلیدی کردار ادا کررہی ہیں۔کشمیر کی آزادی کے لیے سرکاری سکولوں اور کالجوں کو خالی کرنیکی محنت۔۔کرنا اچھا لگتا ہے۔پرائیویٹ تعلیمی ادارے تعلیم کے نام پر اخلاق کشی اور جدیدیت کے مراکز تعلیم کے علاوہ سب کچھ کشمیر کی آزادی کے لیے ہی کررہے ہیں۔

جناب سیدؒ۔۔۔کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور یہ بھارت کے قبضے میں ہے ہمارا سارا دفاعی بجٹ کشمیر کی آزادی کے لیے جنگ کی تیاری کے لیے وقف ہے لہٰذا اسی بجٹ سے ہم بے کار مورچے بنانے کی بجائے بہادر ریٹائرڈ فوجی آفیسروں کے لیے ڈی ایچ اے میں کوٹھیاں بنا رہے ہیں بیرون ملک اثاثے بنا رہے ہیں تاکہ کسی بھی مشکل وقت میں کشمیر کی آزادی کیلئے یہ اثاثے استعمال ہوجائیں۔ڈاکٹر عبدالقدیر نے ایٹم بموں کی صورت میں جو تحفہ دیا اس سے یہ تسلی ہوگئی ہے کہ اب پاک بھارت جنگ نہیں ہوگی لہذا ایمونیشن پر خرچ کرنے کے بجائے رقومات زیادہ سے زیادہ رفاء عامہ کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں ۔اور ظاہر ہے پاکستان مظبوط ہوگا تو آزادی کا راستہ آسان ہوگا

....

جناب سیدؒ۔۔۔مملکت پاکستان کا شکریہ ادا کرنے میں ہم بخل سے کام نہیں لے رہے ہیں کہ اب وہاں کے سیاست دان کھل کے اور پوری قوت سے پاکستان کو مضبوط بنانے کیلئے اقدامات کررہے ہیں پندرہ سولہ جماعتوں کا اتحاد قوم کے ساتھ عملی مذاق کررہا ہے۔عمران ان سے پہلے کافی مخول کرچکا ہے۔ہنسی مذاق سے قومیں تازہ دم رہتی ہیں اس لئے اس مخول اور مذاق کا مفہوم اسی حیثیت میں سمجھیں میرے عظیم سیدؒ۔ان سب کی کاوشیں کشمیر کی آزادی کی منزل کو تھوڑا اور زیادہ دور کررہی ہیں کیونکہ اہل دانش کا خیال ہے کہ جلدی کیا ہے۔دیر آید درست آید۔

جناب سیدؒ

ہمارا دل کوفیوں کی طرح سیدنا عالی مقام علیہ السلام اور آپ جیسے سیدزادوں کیلئے تڑپ رہا ہے لیکن کیا کریں دنیا میں زندہ رہنے کیلئے وقت کے یزیدوں کے ساتھ بھی ہاں میں ہاں ملانی پڑتی ہے۔ساتھ دینا پڑتا ہے۔بہرحال۔۔۔اللہ تعالیٰ آپ کی تحریک کے ساتھ ہے۔ان شاء اللہ یہ تحریک ضرور کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔ہم دعا ہی کرسکتے ہیں۔۔جناب سید رحم اللہ

اللہ آپ کو اپنی رحمتوں کے سائے میں رکھے۔۔۔اللہ کے آخری نبی ﷺ کو ہمارا اسلام عرض کریں اور یہ شعر ان کی خدمت میں پیش کریں

اے خاصا خاصان رسل وقت دعا ہے
امت کشمیر پہ عجب وقت آن پڑا ہے

آپ کا

ڈاکٹر قاسم بن حسن

جناب پروفیسر ڈاکٹر قاسم بن حسن کا تعلق آزاد کشمیر سے ہے۔معروف ادیب، دانشور، مصنف اور عالم دین ہیں۔اسلامی جمیعت الطلبہ آزاد جموں وکشمیر کے ناظم اعلیٰ بھی رہ چکے ہیں۔کشمیر الیوم کے مستقل کالم نگار ہیں اور بلا معاوضہ لکھتے ہیں

امام گیلانیؒ۔۔۔ایک بحرِ بیکراں!!!

ایک بحرِ بیکراں جو بے حسی کی چٹانوں سے ٹکراتا رہا، کلمہ حق کہتا رہا آزادی کے گیت گاتا رہا

کشمیر کب آزاد ہوگا؟ فرمایا ''یہ تو میرے رب کا وعدہ ہے ہمیں جدوجہد کرنی ہے جب وہ ہم سے راضی ہوگا تب ضرور ملے گی

ان کا عزم فولادی تھا، ان کا حوصلہ ہمالیہ برابر، ان کا صبر بے مثال اور ان کی جدوجہد تاریخ ساز تھی

سید علی گیلانی اپنے رب کے حضور پیش ہوں گے تو اللہ بے شک ان سے کہے گا ''well done Mr. Geelani'' ہم سے اگر رب نے پوچھا تو ہم کیا جواب دیں گے

حمیداللہ عابد

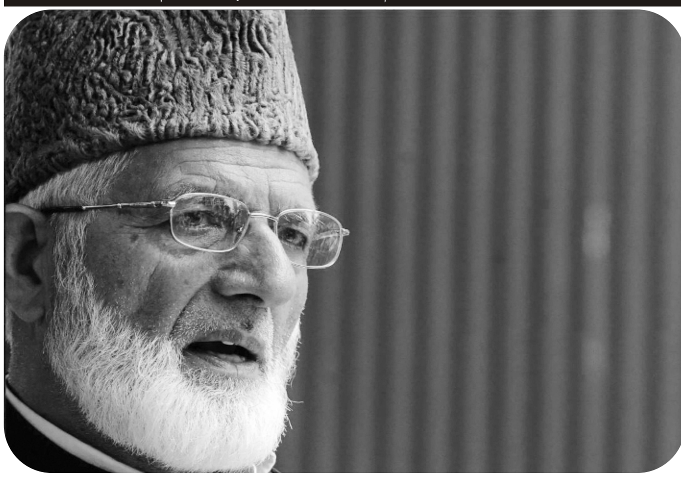

زبان لڑکھڑاتی ہے قلم لرزتا ہے اور دل خون کے آنسو روتا ہے جب سید علی گیلانیؒ کے بارے میں آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ایک بحرِ بیکراں جو بے حسی کی چٹانوں سے ٹکراتا رہا، کلمہ حق کہتا رہا آزادی کے گیت گاتا رہا۔لیڈر شعور پیدا کرتا ہے آزادی کی امنگ جگاتا ہے حریت کے خواب بنتا ہے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتا ہے لیکن امید کے دئے جلائے رکھتا ہے۔

اس مردِ حُر کی آواز پہلی مرتبہ 1991ء میں سنی جب ایک پریس کانفرنس میں وہ سری نگر سے فون پر صحافیوں سے مخاطب ہوئے۔بیچ میں 31 برس کا سفر ہے نہ جانے کتنے لوگ اپنے رب کے حضور پہنچ گئے، کتنے معتوب ہوتے پس دیوار زنداں دھکیل دئے گئے لیکن سید کی گونجدار آواز کا سحر آج بھی مجھے جکڑے ہوئے ہے۔سوال ہوا کشمیر کب آزاد ہوگا؟ فرمایا ''یہ تو میرے رب کا وعدہ ہے ہمیں جدوجہد کرنی ہے جب وہ ہم سے راضی ہوگا تب ایک روز سورج آزادی کی نوید دے گا''۔

کیا رب ہم سے راضی نہیں ہے؟ بس یہی سوال ہے جس کا جواب تلاش کرنا ہے۔ہم نے کہاں کہاں دھوکہ کھایا؟ کہاں کہاں سمجھوتے کئے؟ کونسی غلطیاں دہرائیں؟ سید ہمیں بتاتے رہے۔ہم نے ان کی بات پر کان نہیں دھرا لیکن وہ اپنا فرض ادا کرتے رہے۔کبھی ملاقات کا شرف بھی حاصل نہ ہوسکا۔دلی کے پاکستانی سفارت خانے میں ہم ان کے منتظر رہے لیکن بھارتی سرکار خائف رہی کہ صحافیوں سے ان کی ملاقات نہ ہو۔اس روز یقین ہوگیا کہ پاکستانی حکمران جتنی چاہیں چھلانگیں لگالیں سید علی گیلانی کی قیادت میں کشمیریوں کو شامل کئے بغیر آزادی ممکن نہیں۔

کیا رب ہم سے راضی نہیں ہے؟ بس یہی سوال ہے جس کا جواب تلاش کرنا ہے۔ہم نے کہاں کہاں دھوکہ کھایا؟ کہاں کہاں سمجھوتے کئے؟ کونسی غلطیاں دہرائیں؟ سید ہمیں بتاتے رہے۔ہم نے ان کی بات پر کان نہیں دھرا لیکن وہ اپنا فرض ادا کرتے رہے۔کبھی ملاقات کا شرف بھی حاصل نہ ہوسکا۔دلی کے پاکستانی سفارت خانے میں ہم ان کے منتظر رہے لیکن بھارتی سرکار خائف رہی کہ صحافیوں سے ان کی ملاقات نہ ہو۔اس روز یقین ہوگیا کہ پاکستانی حکمران جتنی چاہیں چھلانگیں لگالیں سید علی گیلانی کی قیادت میں کشمیریوں کو شامل کئے بغیر آزادی ممکن نہیں

کیا وہ نیلسن منڈیلا تھے؟ قید و بند کے ماہ و سال شمار کریں تو دورانیہ افریقی رہنما سے کہیں زیادہ ہے۔وہ برما کی آنگ سان سوچی سے بھی قدآور شخصیت کے مالک تھے۔افریقی راہنماوں یا برما کی خاتون حریت پسند، دونوں کو عالمی حمایت اور مدد حاصل رہی۔ذرائع ابلاغ ان کے گن گاتے رہے۔عالمی فورمز پر ان کے لیے آواز بلند ہوتی رہی لیکن سید علی گیلانی وہ راہنما ہیں جس کا اللہ اور کشمیری عوام کے سوا کوئی نہیں تھا۔وہ تن تنہا یہ لڑائی لڑتے رہے۔عالمی ذرائع ابلاغ اور بین الاقوامی حقوق البشر کے ادارے ان کے حوالے سے تعصب برتتے رہے۔اس لئے وہ بڑے لیڈر تھے۔انسانی حقوق کے اداروں سے بھی بڑے۔اقوام متحدہ کے نام نہاد حقوق اصولوں اور قراردادوں

سے بھی بڑے۔

حریت فکر کے سب سے بڑے علمبردار اور دنیا کی سب سے بڑی وحشی فوج کے سامنے سینہ سپر۔ان کا عزم فولادی تھا،ان کا حوصلہ ہمالیہ برابر،ان کا صبر بے مثال اوران کی جدوجہد تاریخ سازتھی۔کیا ہم نے سید علی گیلانی سے وفا کی؟ یہ بہت تلخ سوال ہے۔اس کا جواب اس سے بھی زیادہ کڑوا ہے۔ہم نے انہیں مقتل میں بے سہارا چھوڑا۔ہم نے انہیں درندوں کے سامنے کھڑا کیا اور خود پیچھے ہٹ گئے۔دراصل ہم نے سید علی گیلانی نہیں پوری کشمیری قوم سے عہد و پیماں کئے۔عہد کیا تھا؟ پیمان یہ تھا کہ آپ ہماری شہ رگ ہیں اور اس پر ہم کسی کو نوک خنجر نہیں رکھنے دیں گے۔ہم لڑیں گے آپ کو آزاد کرائیں گے۔بے وفائی یہ ہے کہ ہم کشمیریوں کو بار بار ابھارتے رہے۔جب وہ لڑنے مرنے پر آمادہ ہوئے تو ہم پیچھے ہٹ جاتے۔یہ کھیل تماشا75 سال سے جاری ہے۔اس کا نقصان یہ ہوا ہے کہ کشمیریوں کے اعصاب ٹوٹنے لگے ہیں

حریت فکر کے سب سے بڑے علمبردار اور دنیا کی سب سے بڑی وحشی فوج کے سامنے سینہ سپر۔ان کا عزم فولادی تھا،ان کا حوصلہ ہمالیہ برابر،ان کا صبر بے مثال اوران کی جدوجہد تاریخ سازتھی۔کیا ہم نے سید علی گیلانی سے وفا کی؟ یہ بہت تلخ سوال ہے۔اس کا جواب اس سے بھی زیادہ کڑوا ہے۔ہم نے انہیں مقتل میں بے سہارا چھوڑا۔ہم نے انہیں درندوں کے سامنے کھڑا کیا اور خود پیچھے ہٹ گئے۔دراصل ہم نے سید علی گیلانی نہیں پوری کشمیری قوم سے عہد و پیماں کئے۔عہد کیا تھا؟ پیمان یہ تھا کہ آپ ہماری شہ رگ ہیں اور اس پر ہم کسی کو نوک خنجر نہیں رکھنے دیں گے۔ہم لڑیں گے آپ کو آزاد کرائیں گے۔بے وفائی یہ ہے کہ ہم کشمیریوں کو بار بار ابھارتے رہے۔جب وہ لڑنے مرنے پر آمادہ ہوئے تو ہم پیچھے ہٹ جاتے۔یہ کھیل تماشا75 سال سے جاری ہے

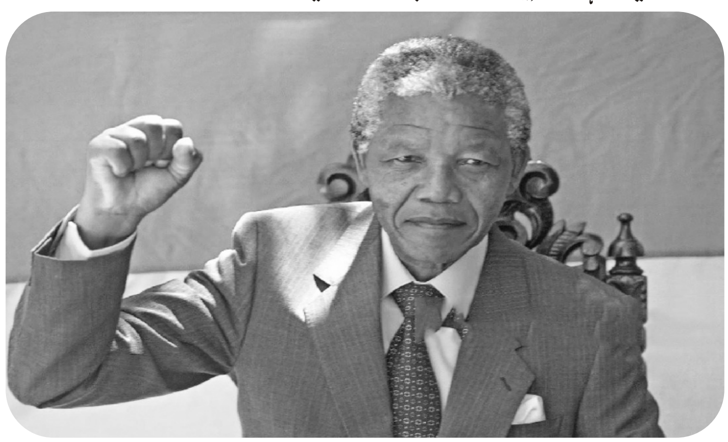

ان کی ہمت جواب دینے لگی ہے۔لوگ اس قبضے کو ہی بھولنے لگے ہیں آج کے بچے یہ بھی نہیں جانتے کہ بھارت نے تقسیم ہند کے فارمولے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کشمیر پر قبضہ کیا تھا۔ممکن ہے چند برس بعد ہمارے یہ بچے کشمیر کو بھارت کا ہی حصہ شمار کرنے لگیں۔

حال ہی میں کیرن سیکٹر میں مجھے سفر کے دوران یہ حیران کن منظر دیکھنے کو ملا کہ دریا پار سومیٹر دور بھارت کے پرچم لہرا رہے ہیں۔یہ ترنگا ہمارا منہ چڑا رہا ہے۔بھارت کو یہ حوصلہ کیسے ملا کہ وہ سیز فائر لائن پر کشمیر کو اپنا حصہ قرار دے کر ترنگا لہرائے۔کیا ہم حالت امن میں ہیں؟ کیا ہم نے کشمیر کو بھارت کا حصہ قبول کرلیا ہے؟ لوگ یہاں اپنی گاڑیاں روک کر تصویر کشی کرتے ہیں اور نفسیاتی طور پر کشمیر کو بھارت کا حصہ سمجھنے لگے ہیں۔یہ تبدیلی اور تغیر ہے ہم نے اسی سیز فائر لائن پر گولہ باری سے گھر اجڑتے دیکھے خود کئی بار فائرنگ کی زد میں آئے لیکن بھارتیوں کو اس خونی لکیر سے اتنا دور رکھا کہ ہمیں کبھی ان کی صورتیں نظر نہ آئیں۔آج وہ اس مقام پر جھنڈے لہراتے ہیں کہیں چھتوں پر نعرے لکھتے ہیں''ہندی ہیں ہم ہندوستان ہے ہمارا وطن''

میں نے پاکستانی میڈیا میں اس ایشو پر کوئی شور ہنگامہ نہیں دیکھا ہم داخلی سیاست کے بکھیڑوں میں یہ بھول گئے کہ ایک بچہ برہان وانی پوری قوم کو جگا کے ابدی نیند سوگیا۔اس جیسے ہزاروں نوجوانوں کے لہو کو ہم بحر ہند کے پانیوں کی نذر کررہے ہیں۔سید علی گیلانی اپنے رب کے حضور پیش ہوں گے تو اللہ بے شک ان سے کہے گا well done Mr. Geelani ہم سے اگر رب نے پوچھا تو ہم کیا جواب دیں گے یہی کہ ہم پانچ فروری کو یوم کشمیر مناتے تھے؟

☆☆☆

جناب حمید اللہ عابد پاکستان کے معروف صحافی،دانشور اور ماہر ابلاغ ہیں۔اسلام آباد میں اس وقت این ٹی وی جاپان کے نامہ نگار کی حیثیت سے کام کررہے ہیں۔مقامی اور عالمی سطح کے اخبارات اور جرائد میں ان کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔انہوں نے خصوصی طور پر یہ تحریر کشمیر الیوم کیلئے لکھی ہے

سید علی شاہ گیلانی شہیدؒ... استقامت کا کوہ گراں

بھارت نے سید علی شاہ گیلانیؒ کو اپنے راستے سے ہٹانے کے لیے ظلم وتشدد قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کیا

راجہ ذاکر خان

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم، دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفاں کے مصداق سید علی گیلانی کا شمار مقبوضہ جموں وکشمیر کی ان شخصیات میں ہوتا ہے جن کی یادیں رہتی دنیا تک زندہ رہیں گی، جنت نظیر کشمیر کو یوں تو وادی گل پوش کہا جاتا ہے اور اس کے حسن سے آنکھوں میں روشنی اور شادابی کی قندیلیں جھلملانے لگتی ہیں، سید علی گیلانی عظیم المرتبت شخصیت ہیں جن کے فیوض و برکات سے ایک عالم منور ہوا، دنیا بھر میں مزاحمت کی علامت بن چکے ہیں، سید علی گیلانی شہید کی زندگی کے اوراق پر نگاہ ڈالی جائے تو قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، زندگی کا ہر دن مصائب آلام اور آزمائش کی نذر ہوا۔ ہندوستان نے سید علی گیلانی شہید کے راستے کو کھوٹا کرنے کے لیے تمام تر استعماری ہتھکنڈے استعمال کیئے، لیکن امام گیلانیؒ پوری استقامت اور جرات کے ساتھ جس کو حق سمجھتے تھے اس پر قائم اور ڈٹے رہے۔

1947ء میں تقسیم برصغیر کے ایجنڈے کے مطابق مسلم اکثریتی علاقے پاکستان کا حصہ بننا تھے اور ہندو اکثریتی علاقے ہندوستان میں شامل ہونے تھے ریاست جموں وکشمیر مسلم اکثریتی علاقہ تھا لیکن حکمران ہندو تھا جس نے کشمیریوں کی خواہش کے خلاف ہندوستان سے الحاق کیا، آزادی کی جدوجہد میں یہاں کے مجاہدین نے بھرپور حصہ لیا لیکن 27 اکتوبر 1947ء کو ہندوستان نے مہاراجہ کے دستاویزی الحاق کو جواز بنا کر فوجی قبضہ کر لیا لیکن کشمیریوں نے مزاحمت کا راستہ اختیار کرتے ہوئے اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ حالات کو دیکھتے ہوئے شیخ عبداللہ جو اس وقت کشمیریوں کے بڑے لیڈر تھے وہ مایوس ہو کر الحاق ہندوستان کے حامی بن گے۔ چوہدری غلام عباس جو کشمیریوں کے بڑے لیڈر تھے وہ ہجرت کر کے پاکستان چلے گے ان حالات میں کشمیری شدید دباؤ اور مشکلات کا شکار تھے تو سید علی شاہ گیلانی شہیدؒ نے آگے بڑھ کر آزادی کی تحریک کا پرچم سنبھالا اور آخری دم تک اسے سنبھالتے رہے۔

سید علی شاہ گیلانی کا یہ تاریخی کارنامہ تھا کہ انہوں نے شیخ عبداللہ کے طوطی بولتے نام کو غداری میں بدل دیا اور قوم کو باور کروایا کہ شیخ عبداللہ کے غلط فیصلے کے نتیجے میں ہم مزید مشکلات کا شکار ہو چکے ہیں ان مشکلات سے نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم تقسیم برصغیر کے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔ بھارت نے سید علی شاہ گیلانیؒ کو اپنے راستے سے ہٹانے کے لیے ظلم تشدد قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کیا تا کہ وہ مایوس ہو کر آزادی کے راستے سے ہٹ جائیں لیکن امام گیلانیؒ اسلام اور آزادی کے علم کو تھامے رہے اور اپنی ساری زندگی کو اس رنگ میں رنگ لیا۔ مقبوضہ جموں وکشمیر کی قانون ساز اسمبلی کے ممبر کی حیثیت سے ہمیشہ ایوان کے اندر اور باہر اسلام اور آزادی کی بات کرتے رہے نوجوانوں کو اسلام اور آزادی کے راستے پر گامزن کر دیا جیلوں کے اندر رہتے ہوئے جب بھی وہ اعلیٰ فوجی افسران سید علی گیلانی شہید سے ملتے یا سید علی گیلانی کو عدالتوں میں ججز کے سامنے پیش کیا جاتا تو ان کی ہر بات میں اسلام اور آزادی ٹپکتی۔ یہی وہ امتیازی خصوصیات تھیں جن کی وجہ سے سید علی گیلانی پوری کشمیری قوم کے غیر متنازعہ لیڈر بن کر ابھرے۔

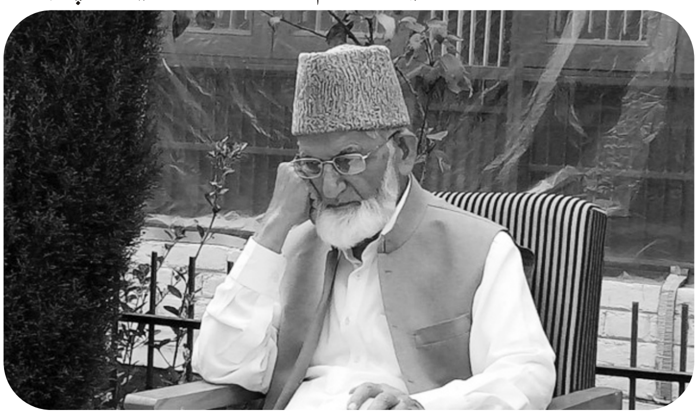

سید علی گیلانیؒ نے اسلام اور تحریک آزادی کشمیر کو اپنی زندگی کا مشن بنا لیا وہ تحریک آزادی کشمیر کو منزل سے ہمکنار کرنے کے لیے ہمہ گیر جدوجہد کے قائل تھے ان کا خیال تھا کہ سیاسی، عسکری، سفارتی، ریلیف یعنی ہر محاذ پر پوری یکسوئی کے ساتھ کام کیا جائے تو کشمیری آزادی کی منزل حاصل کر سکتے ہیں۔ اپنے مشن کی تکمیل کے لیے سید علی گیلانیؒ بھارت میں کئی کانفرنسز میں شرکت کرتے رہے اور ان کانفرنسوں میں دنیا کو مقبوضہ کشمیر میں ہونے والے مظالم سے آگاہ کیا اور دنیا کو یہ باور کرواتے رہے کہ کشمیری اپنے حق خودارادیت کے حصول کے لیے جائز جدوجہد کر رہے ہیں خود ہندوستان نے کشمیریوں کے عالمی برادری کے سامنے یہ عہد کر رکھا ہے کہ وہ ان کا یہ بنیادی حق فراہم کرے گا۔ ہندوستان کی قیادت اپنے عہد سے انحراف کر چکی ہے عالمی برادری کی ذمہ داری ہے کہ وہ مداخلت کرے اور کشمیریوں کو ان کا حق دلائے۔

سید علی گیلانیؒ اسلام اور آزادی پر غیر متزلزل یقین رکھتے تھے اسی بنیاد پر انہوں نے کہا کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اسلام کی نسبت سے، کلمے کی نسبت سے ہم پاکستانی ہیں اور پاکستان ہمارا ہے ان کا یہ نعرہ ہی نہیں بلکہ ان کا مشن تھا اس مشن کی تکمیل کے لیے انہوں نے زندگی کا بیشتر حصہ جیلوں کی نظر کر دیا لیکن وہ اپنے مشن پر تادم آخر ڈٹے رہے۔ سید علی گیلانیؒ شہید کی جلائی ہوئی شمع سے قوم راہنمائی حاصل کرتی رہے گی اور وقت آئے کہ کشمیر آزاد ہو کر پاکستان کا حصہ بنے گا اور پاکستان ملت اسلامیہ کے قائد بنے گا۔

جناب راجہ ذاکر خان آزاد کشمیر کے معروف صحافی، محقق اور دانشور ہیں۔ جماعت اسلامی آزاد جموں کشمیر وگلگت بلتستان کے سیکرٹری اطلاعات ہیں۔ کشمیر الیوم کیلئے کبھی کبھار لکھتے ہیں اور بہت خوب لکھتے ہیں

امام گیلانیؒ کا ایک تاریخی خطاب

اویس بلال

مقبوضہ جموں و کشمیر میں ظالم و سفاک اور مجرمانہ ذہنیت کا مالک مودی جو کچھ آج بھارت اور مقبوضہ کشمیر میں کر رہا ہے اس کی پیش گوئی تحریک آزادی کشمیر کے قائد سید علی گیلانیؒ کئی سال پہلے کر چکے ہیں۔ سید علی گیلانیؒ نے مقبوضہ جموں و کشمیر میں آبادیاتی تناسب تبدیل کرنے کے مزموم بھارتی اقدامات کی پیشگی نشاندہی بھی کی تھی کہ ہندو انتہا پسند جماعت بی جے پی کبھی بھی مسلمانوں کا بھارت میں ان کا وجود اور مقبوضہ کشمیر میں مسلم اکثریت کے طور قبول نہیں کرے گی۔ مقبوضہ کشمیر میں مزموم عزائم کے بارے میں قاید حریت سید علی گیلانی کی پیش گوئیاں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایک ایک کر کے سچ ثابت ہو رہی ہیں۔ برسوں پہلے ہندوتوا کے اقدامات کو بے نقاب کرنے کے لئے دنیا سید علی گیلانیؒ کے ویژن کو سلام پیش کرتی ہے۔ سید علی گیلانیؒ بھارتی تسلط سے مقبوضہ جموں و کشمیر کی آزادی کے لیے اپنے غیر متزلزل عزم کے لیے جانے جاتے ہیں۔ انہوں نے کشمیری عوام کے دلوں میں آزادی کی جو امنگ روشن کی تھی اسے بھارتی بندوقوں اور گولیوں سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام کی بنیاد پر۔۔۔ہم پاکستانی ہیں پاکستان ہمارا ہے کا نعرہ سید علی گیلانی نے لگایا تھا۔ اس عظیم شخصیت نے تنازعہ کشمیر پر اس مضبوط موقف کی وجہ سے دو دہائیوں سے زیادہ عرصہ بھارتی جیلوں میں گزارا جبکہ زندگی کے آخری گیارہ برس اپنے گھر میں نظر بندی کی حالت میں گذارے اور اسی دوران گزشتہ برس یکم ستمبر 2021 کو داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

سید علی گیلانیؒ کی پوری زندگی تحریک آزادی کے لیے قربانیوں سے عبارت ہے۔ طالب علمی کے زمانے سے ہی انہوں نے تحریر و تقریر کے ذریعے بھارتی غلامی اور جبر و استبداد کے خلاف آواز اٹھائی۔ مقبوضہ عوام کی اس توانا اور ترجمان آواز کو خاموش کرانے کے لئے بھارت سامراج اور کٹھ پتلی انتظامیہ نے ہر ہتھکنڈہ آزمایا لیکن تحریک اسلامی اور تحریک آزادی کے قائد سید علی گیلانیؒ صبر و استقامت کے پہاڑ ثابت ہوئے۔ بھارتی استعمار نے امام سید علی گیلانیؒ کو مسلسل نظر بند رکھ کر آخر کار ان کو شہادت کے مقام پر پہنچایا تاہم سید علی گیلانی کی تعلیمات ان کی جدوجہد، تحریریں اور تقاریر جموں و کشمیر کے عوام کے لئے مشعل راہ ہیں۔ مقبوضہ جموں و کشمیر کی نوجوان نسل امام سید علی گیلانیؒ کے ادھورے مشن کی تکمیل کے لئے پرعزم ہے۔

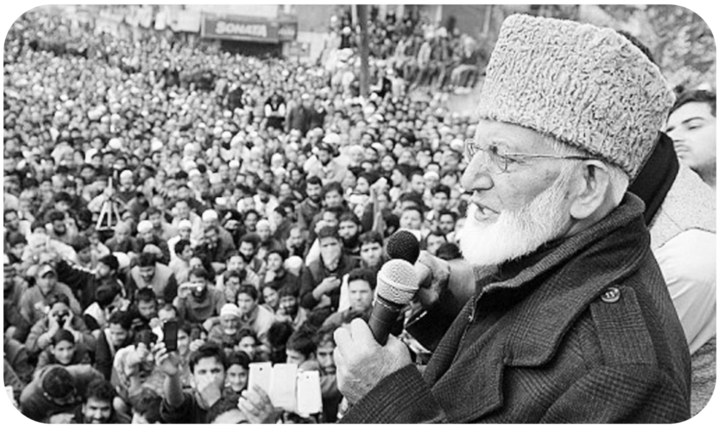

امام گیلانیؒ جموں کے عوام سے ہمیشہ رابطے میں رہتے تھے۔ جب بھی جیل سے باہر آتے تھے تو صوبہ جموں کے دورے کا ضرور پروگرام بناتے اور یہاں کے آزادی پسند عوام کے زخموں پر مرہم رکھتے انہیں حوصلہ دیتے اور ان کی جدوجہد آزادی کو سلام پیش کرتے۔ ایک ایسے ہی دورے میں ایک تاریخی خطاب کا ذکر کرنا میں مناسب سمجھتا ہوں۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں جموں کے عوام کی قربانیوں کا کتنا احساس تھا اور کس طرح وہ ان قربانیوں کی قدر کرتے تھے۔

2003 میں حریت راہنما ایاز اکبر نے قاید تحریک سید علی گیلانی کے ہمراہ صوبہ جموں کا دورہ کیا تھا اس دوران انہوں نے سفر جموں کی روداد لکھی۔ من و عن پیش خدمت ہے۔ "مقبوضہ جموں کے ضلع راجوری میں اپنی تقریر کا آغاز قرآن مجید کی ان آیات مبارکہ سے کیا تھا جن میں کفار کے مقابلے میں صبر و استقامت کے دکھانے کا حکم دیا گیا ہے یہ قرآن کریم کا معجزہ ہے کہ جب آپ اس کی آیات کو کسی صورتحال پر چسپاں کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جیسے یہ آیتیں ابھی ابھی نازل ہو رہی ہیں۔ ہم ایک صورتحال سے دوچار ہیں جہاں پے در پے ہمیں اذیتیں پہنچائی جا رہی ہیں۔ ہمیں قتل کیا جا رہا ہے ہمارے مکانوں کو بلاسٹ اور نذر آتش کیا جا رہا ہے، ماں باپ کی آنکھوں کے سامنے بیٹیوں کی عصمتیں لوٹی جا رہی ہیں، شوہروں کو باندھ کر کمروں میں بند کر کے ان کی بیویوں کی آبروریزی کی جا رہی ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو انٹروگیشن سنٹروں میں ایسی اذیتیں دی جا رہی ہیں کہ سننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ راجوری پونچھ ڈوڈہ بھدرواہ کشتواڑ تک محدود نہیں، یہ جموں کشمیر کے چپے چپے پر ہو رہا ہے۔ آپ لوگوں کو شکایت ہے کہ آپ پر 1947، 1965 اور 1971 میں جو زیادتیاں ہوئی ہیں یا ہو رہی ہیں۔ میڈیا کے ذریعے مشتہر نہیں ہوتیں، آپ کیا بھول گئے ہیں کہ یہاں کا پرنٹ میڈیا ریڈیو اور ٹیلی ویژن بھی ان ہی لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جو آپ پر یہ سب مظالم ڈھا رہے ہیں۔ آپ ان سے کیسے توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ اتنا بڑا احسان کریں گے۔ دنیا کی تاریخ کا یہی تسلسل رہا ہے کہ

تاریخ پر امم کا یہ پیالہ ازلی ہے
صاحب نظر نشہء قوت ہے خطرناک

ہر دور میں چنگیزوں کے ہاتھوں حضرت انسان کی قبا چاک ہوتی رہی ہے۔ یہ نشہء قوت ہے جس نے بھارت کی قیادت کو دبوچ لیا ہے۔ نشہء قوت نے ان کی انسانی قدریں پامال کر دی ہیں۔ نشہء قوت نے ان کا سب کچھ ان سے چھین لیا ہے، نصف صدی سے زائد عرصہ میں خود بھارت میں بے شمار ہزاروں مسلم کش فسادات رونما ہوئے، جن میں مسلمانوں کو بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا، تاریخی بابری مسجد کو ڈھایا گیا، سکھوں کے گولڈن ٹیمپل پر یلغار کی گئی، ہزاروں سکھوں کو قتل کر دیا گیا اور ہزاروں کو غائب کر دیا گیا۔

میرے جموں کے مظلوم بھائیو!اس حوالے سے ہمیں سوچنا ہے کہ اس ظلم کا مقابلہ ہم کیسے کرسکتے ہیں۔اس ظلم کے خلاف ہم عرصہ دراز سے جدو جہد کررہے ہیں اور اس جد وجہد کا آغاز صوبہ جموں سے ہی ہوا ہے۔ ہماری تحریک آزادی نے جموں میں جنم لیا ہے، پونچھ راجوری ڈوڈہ کشتواڑ بھدروہ کے لوگوں نے اس کی آبیاری کی ہے۔ یہ بات افسوس کے ساتھ کہنا پڑتی ہے کہ اس تحریک آزادی کا وادی کشمیر میں جا کر سودا ہوا۔ یہ تاریخ کا ایک حصہ ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ایک لمحے کی سزا ہم گذشتہ نصف صدی سے زائد عرصے سے بھگت رہے ہیں۔

جموں وکشمیر پاکستان کا ایک قدرتی حصہ تھا۔ بھارت جس فارمولے کے تحت تقسیم ہوا اس کے مطابق ہی اس ریاست کو پاکستان کا حصہ بننا چاہیے تھا لیکن ایک بڑی سازش کے تحت ایسا نہیں ہونے دیا گیا جس کی وجہ سے یہاں آج بے یقینی کی صورتحال بنی ہوئی ہے۔ہمارے اس وقت کے قائدین نے عوامی اکثریتی رائے کے خلاف فیصلہ کرکے ہماری ساتھ غداری کی اور لوگوں کی مرضی کے خلاف جموں وکشمیر کا الحاق بھارت کے ساتھ کردیا گیا۔ان پر نیشنلزم کا بھوت سوار ہوگیا تھا جس کا نتیجہ آج ہم دیکھ رہے ہیں،صرف بارہ تیرہ برسوں میں اسی ہزار نوجوان شہید ہوگئے ہیں۔ ہماری بستیوں کو خاکستر کردیا گیا، ہماری عزتیں اور عصمتیں پامال کی گئیں۔ہم سے سب کچھ چھین لیا گیا لیکن میں آپ کو بتادوں گا کہ بھارت جموں وکشمیر کی غالب اکثریت کا حوصلہ توڑنے میں ناکام ہوچکا ہے اور یہی حوصلہ ہماری کامیابی ضمانت فراہم کرتا ہے ہمیں اس کی حفاظت کرنی ہے یہ حوصلہ برقرار رہا تو آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بھارت ہمیں نہیں ہراسکتا ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ

سنا ہے میں نے غلامی سے امتوں کو نجات
خودی کی پرورش ولذت نمود میں

آپ نے وادی کشمیر کے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ تکالیف اٹھائی اور بہت زیادہ ستم برداشت کئے جن کو تاریخ نے محفوظ کرلیا ہے۔حقیقت یہ ہے جب کہ تحریک آزادی نے جموں ہی میں جنم لیا پونچھ کے عوام نے اس کی آبیاری کی لیکن اس کے ساتھ فریب کاری ہوئی۔ وہی فریب 1938ء میں ہوا پھر 1947ء میں اور آخری بار 1975ء میں اس تحریک کو نیلام کیا گیا۔ہمیں غور کرنا چاہیے کہ ہمارے ساتھ یہ فریب کاریاں کیونکر ہوئیں۔اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے قائدین پر آنکھیں بند کرکے اعتماد کیا۔ہم نے کبھی جاننے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی کہ یہ لیڈر ہمیں کس طرف لے جارہے ہیں اور قدرت کا یہ قانون ہے کہ وہ اس کی صحیح راہنمائی کرتی ہے جو خود اس کے لئے کوشش اور جدوجہد کرتا ہے۔ہم نے ماضی میں اس معیار کو نہیں اپنایا۔ ہم نے ان حوصلوں کی حمایت نہیں کی جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہمارے لئے مقرر فرمائے ہیں۔آج ہم اس کا انجام دیکھ رہے ہیں آج ہمارے سامنے پھر ایک دوراہا آن پہنچا ہے جہاں سوچ سمجھ کر فیصلہ نہیں کیا تو مستقبل میں بھی ہمیں پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ ہمیں ڈنکے کی چوٹ پر کہنا ہوگا کہ ہاں یہ مسلمانوں کی تحریک ہے مسلمان ہی اس کے لیے مرکٹ رہے ہیں۔اور مسلمان ہی بھارت کی بربریت اور سفاکیت کے شکار ہورہے ہیں۔رہے جموں کشمیر میں رہنے والے غیر مسلم بھائی تو ہم ان کے جان و مال کو تحفظ دینے کے پابند ہیں۔سرن کوٹ پونچھ کے سٹیج سے میں اپنے غیر مسلم بھائیوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ جب بھارتی فوج کا یہاں سے انخلاء ہوجائے اور ہم مکمل طور پر آزاد ہوجائیں گے تو ہمارا نظام حکومت ہمار سسٹم اور ہماری حکومت کی بھاگ ڈور اسلام کے ہاتھوں میں ہوگی اور اسلام کے ہاتھوں میں ہونے سے مراد یہ ہے یہاں کا کوئی باشندہ من مانی نہیں کرسکتا۔کوئی کسی کی حق تلفی نہیں کرسکتا۔اور ہر کوئی شہری مقررہ حدود وقیود کی حد تک اپنی اپنی جگہ آزاد ہوگا۔اپنے غیر مسلم بھائیوں سے اپیل کروں گا کہ انہیں اسلام کے نام سے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ آگے آکر ہمارا ساتھ دے کر ہمارے ہاتھ مضبوط کرنے چاہیے۔اس مرحلے پر ہمیں بحیثیت قوم متحد ہونے کی ضرورت ہے۔کیونکہ اتحاد و اتفاق میں ہی ہماری کامیابی کا راز مضمر ہے۔ہمارا منتشر رہنا ہماری تحریک آزای کے لئے سم قاتل ہے۔

میرے جموں کے مظلوم بھائیو!اس حوالے سے ہمیں سوچنا ہے کہ اس ظلم کا مقابلہ ہم کیسے کرسکتے ہیں۔اس ظلم کے خلاف ہم عرصہ دراز سے جدو جہد کررہے ہیں اور اس جد وجہد کا آغاز صوبہ جموں سے ہی ہوا ہے۔ ہماری تحریک آزادی نے جموں میں جنم لیا ہے، پونچھ راجوری ڈوڈہ کشتواڑ بھدروہ کے لوگوں نے اس کی آبیاری کی ہے۔ یہ بات افسوس کے ساتھ کہنا پڑتی ہے کہ اس تحریک آزادی کا وادی کشمیر میں جا کرسودا ہوا۔ یہ تاریخ کا ایک حصہ ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

ہمیں 1947ء کی تاریخ کو مدنظر رکھنا ہوگا جب صوبہ جموں میں ایک مکروہ سازش کے تحت لاکھوں مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹا گیا۔میں اپنی طرف سے آپ کو یقین دلانا چاہوں گا کہ میری رگوں میں جب تک جاں باقی ہے میں کسی کو ہرگز یہ اجازت نہیں دوں گا کہ وہ آپ کو مقبوضہ جموں وکشمیر کے لوگوں سے الگ کرے یا آپ کے ساتھ کوئی امتیازی برتاؤ برتنے کی کوشش کرے۔میں آپ کو یہ یقین دلانا چاہوں گا کہ مقبوضہ جموں وکشمیر ضرور بھارت کے چنگل سے آزاد ہوگا۔ان شااللہ ہمیں یقین محکم کے ساتھ جدوجہد جاری رکھنی چاہیے کہ یہی ہمارا ہتھیار رہے۔

غلامی میں نہ کام آتی ہیں تدبیریں نہ شمشیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
صحرائے شب میں مجھکو ملے راہنما بہت
ہر ہاتھ میں ایک چراغ تھا لیکن بجھا ہوا

امام گیلانیؒ ۔۔۔ہم سے جدا ہوئے لیکن جموں اور سری نگر کے درمیان انمٹ رشتہ قائم کر گئے،ایسا لازوال رشتہ جسے دشمن کبھی ختم کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔کیونکہ یہ رشتہ سید علی گیلانیؒ نے نظریاتی بنیادوں پر استوار کیا ہے۔۔۔الحمدللہ

مولانا سید جلال الدین عمریؒ کی وفات

علمی دنیا کا بڑا خسارہ

امام گیلانی نمبر تیاری کے آخری مراحل میں تھا، اسی دوران دلخراش خبر آئی کہ برصغیر کے ایک بہت بڑے عالم، دانشور، محقق، مصنف اور عاشق رسول ﷺ مولانا سید جلال الدین عمریؒ اس دنیا سے دائمی دنیا کی طرف کوچ کر گئے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ ہر ذی نفس کو موت کا جام پینا ہے، بعض لوگوں کا جانا بے انتہا تکلیف دہ محسوس ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے جانے کے بعد جو خلا پیدا ہوتی ہے اس کا پر ہونا ناممکن نہ سہی لیکن مشکل ضرور ہوتا ہے۔۔۔ ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے۔۔ بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا کے مصداق مولانا سید جلال الدین عمریؒ کی جدائی بھی ایسی ہی جدائی ہے۔ آئندہ آنے والے شماروں میں مولانا سید جلال الدین عمریؒ کی زندگی کے مختلف گوشوں پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ فی الحال اس شمارے کیلئے تبرکاً یہ دو تحریریں پیش خدمت ہیں، جسے mazameen.com/personalities کی توسط سے شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

مولانا سید جلال الدین عمری (ولادت1935) کا ابھی 26 اگست2022، پونے نو بجے شب انتقال ہوگیا۔ وہ 88 برس کے تھے۔ مولانا عمری کا شمار عالم اسلام کے ان چند ممتاز علماء میں ہوتا ہے جنھوں نے مختلف پہلوؤں سے اسلام کی نمایاں خدمات انجام دی ہیں اور اسلام کی تفہیم وتشریح کے لیے قابل قدر لٹریچر تیار کیا ہے۔ اسلام کی دعوت، عقائد، عبادات، معاشرت، معاملات اور سیاست پر آپ کی تصانیف سند کا درجہ رکھتی ہیں۔

مولانا نے جنوبی ہند کی معروف دینی درس گاہ 'جامعہ دارالسلام عمر آباد' سے 1954ء میں سندِ فضیلت حاصل کی، مدراس یونی ورسٹی سے فارسی میں منشی فاضل اور علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی سے بی، اے (اونلی انگلش) کے امتحانات پاس کیے۔ جامعہ عمر آباد سے فراغت کے فوراً بعد آپ مرکز جماعت اسلامی ہند رام پور آ گئے تھے _ آپ نے وہاں کے اصحابِ علم سے آزادانہ استفادہ کیا، پھر 1956ء میں جماعت کے شعبہ تصنیف سے وابستہ ہو گئے۔ یہ شعبہ 1970 میں رام پور سے علی گڑھ منتقل ہو گیا اور ایک دہائی کے بعد اسے 'ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی' کے نام سے ایک آزاد سوسائٹی کی شکل دے دی گئی۔ مولانا اس کے آغاز سے 2001ء تک اس کے سکریٹری، اس کے بعد اب تک اس کے صدر تھے۔ آپ ادارہ کے باوقار ترجمان سہ ماہی مجلّہ 'تحقیقات اسلامی' کے بانی مدیر بھی رہے ہیں۔ یہ مجلّہ اپنی زندگی کے 40/سال پورے کر چکا ہے۔ اسی دوران میں آپ نے پانچ سال (1986 تا 1990) جماعت اسلامی ہند کے ترجمان ماہ نامہ زندگی نوئی دہلی کی ادارت کے فراض بھی انجام دیے۔

ملک کی متنوع دینی، ملی، دعوتی اور تحریکی سرگرمیوں میں مولانا عمری کی سرگرم شرکت رہی ہے۔ آپ ایک طویل عرصے تک جماعت اسلامی ہند کی مجلس نمائندگان اور مجلس شوریٰ کے معزز رکن رہے۔ 1990 سے مارچ2007 تک جماعت اسلامی ہند کے نائب امیر تھے۔ اس کے بعد مارچ 2019 تک اس کی امارت کی ذمہ داری نبھائی۔ موجودہ میقات میں وہ جماعت کی شریعہ کونسل کے چیرمین تھے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے شخصی قوانین کی حفاظت ومدافعت میں سرگرم آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نائب صدر، شمالی ہند کی مشہور دینی درس گاہ جامعۃ الفلاح بلریا گنج اعظم گڑھ کے شیخ الجامعہ اور سراج العلوم نسواں کالج علی گڑھ کے سرپرست اعلیٰ تھے _ بعض دوسرے علمی اداروں سے بھی آپ کا تعلق تھا۔

مولانا عمری کو دورِ طالب علمی سے ہی سے مضمون نویسی سے دل چسپی تھی۔ آپ کا مزاج تحقیقی تھا۔ مختلف موضوعات پر آپ کی تقریباً چار درجن تصانیف ہیں۔ ان میں تجلیات قرآن، اوراقِ سیرت، معروف ومنکر، غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کے حقوق، خدا اور رسول کا تصور اسلامی تعلیمات میں، احکامِ ہجرت و جہاد، انسان اور اس کے مسائل، صحت و مرض اور اسلامی تعلیمات، اسلام اور مشکلاتِ حیات، اسلام کی دعوت، اسلام کا شورائی نظام، اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور، انفاق فی سبیل اللہ، اسلام انسانی حقوق کا پاسباں، کم زور اور مظلوم اسلام کے سایے میں، غیر اسلامی ریاست اور مسلمان، تحقیقاتِ اسلامی کے فقہی مباحث جیسی علمی تصانیف آپ کی تراوشِ قلم کا نتیجہ ہیں۔ اسلام کا معاشرتی نظام مولانا کی دلچسپی کا خاص موضوع رہا ہے۔ عورت اسلامی معاشرے میں، مسلمان عورت کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ، عورت اور اسلام، مسلمان خواتین کی ذمہ داریاں اور اسلام کا عائلی نظام جیسی تصانیف اس کا بہترین ثبوت پیش کرتی ہیں۔ آپ کی کئی کتابیں زیرِ ترتیب تھیں۔ ان کے علاوہ مختلف علمی اور فکری موضوعات پر آپ کے بہ کثرت مقالات ملک اور بیرون ملک کے رسائل اور مجلّات میں شائع ہو چکے ہیں۔

مولانا سید جلال الدین عمری (ولادت 1935) کا ابھی 26 اگست 2022، پونے نو بجے شب انتقال ہوگیا۔ وہ 88 برس کے تھے۔ مولانا عمری کا شمار عالم اسلام کے ان چند ممتاز علماء میں ہوتا ہے جنھوں نے مختلف پہلوؤں سے اسلام کی نمایاں خدمات انجام دی ہیں اور اسلام کی تفہیم و تشریح کے لیے قابل قدر لٹریچر تیار کیا ہے۔ اسلام کی دعوت، عقائد، عبادات، معاشرت، معاملات اور سیاست پر آپ کی تصانیف سند کا درجہ رکھتی ہیں

مولانا کی متعدد تصانیف کے تراجم عربی، انگریزی، ترکی، ہندی، ملیالم، کنڑ، تیلگو، مراٹھی، گجراتی، بنگلہ اور تمل وغیرہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ موضوعات کا تنوع، استدلال کی قوت، عقلی اپیل، فقہی توسع، زبان و بیان کی شگفتگی اور اعلیٰ تحقیقی معیار آپ کی تحریروں کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

مولانا سید جلال الدین عمریؒ عالم اسلام کے مقبول عام عالم تھے۔ وہ جماعت اسلامی ہند کے امیر ہونے کے باوجود تمام مکتبہ ہائے فکر میں قابل احترام تھے۔ مسلم پرسنل لاء بورڈ کے نائب صدر تھے، اس کے ذریعے بنائی گئی کمیٹیوں میں بھی آپ رہے بلکہ تفہیم شریعت کمیٹی کے کنوینر تھے۔ اس کے علاوہ ملی فورموں میں آپ جماعت اسلامی کی نمائندگی کرتے رہے۔ مولانا عمریؒ کی پوری زندگی اسلام کی تفہیم اور تبلیغ واشاعت میں صرف ہوئی۔

ابتدائی تعلیم سے ہائی اسکول تک کی تعلیم آپ نے اپنے ضلع میں

حاصل کی۔ اس کے بعد علم دین کے حصول کے لیے جامعہ دارالسلام عمر آباد چلے آئے۔ یہاں سے 1954ء میں سندِ فضیلت حاصل کی، مدراس یونی ورسٹی سے فارسی میں منشی فاضل اور علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی سے انگلش میں بی، اے کیا۔ دوران تعلیم ہی تحریک اسلامی سے متأثر ہوئے۔ جامعہ عمر آباد سے فراغت کے فوراً بعد آپ مرکز جماعت اسلامی ہند رام پور آ گئے تھے۔ یہاں 1956ء میں جماعت کے شعبہء تصنیف سے وابستہ ہوگئے۔ یہ شعبہ 1970 میں رام پور سے علی گڑھ منتقل ہوگیا اور کچھ برسوں کے بعد اسے 'ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی' کے نام سے ایک آزاد سوسائٹی کی شکل دے دی گئی۔ مولانا اس کے آغاز سے 2001ء تک سکریٹری رہے، اس کے بعد اب تک اس کے صدر تھے۔ اس ادارے میں رہ کر آپ نے خود بھی تحقیقی کام کیے اور ایک ایسی ٹیم بھی تیار کی جو آج تک علمی و فکری میدان میں تحقیق و ریسرچ کے کام کر رہی ہے۔ مولانا عمریؒ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ یہ عمل ان کے لیے صدقہء جاریہ بھی ہے۔ موجودہ دور میں مسلکی عصبیت سے پاک مصنفین کی بڑی ضرورت ہے اور مولانا مرحوم نے اس ضرورت کی تکمیل میں اپنی ذمہ داری پوری ایمانداری سے ادا کی۔ آپ ادارہ کے باوقار ترجمان سہ ماہی مجلّہ 'تحقیقات اسلامی' کے بانی مدیر بھی رہے ہیں۔ اسی کے ساتھ جماعت اسلامی ہند کے ترجمان ماہ نامہ زندگی نو نئی دہلی کی ادارت کے فرائض بھی آپ نے انجام دیے۔

مولانا مرحوم سے میری غائبانہ ملاقات اس طرح ہوئی کہ میں ندوہ میں زیر تعلیم تھا۔ غالباً 1970 کی بات ہے۔ میں ایک روز جماعت اسلامی حلقہ اتر پردیش کے دفتر واقع گولا گنج گیا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ ابھی ابھی ایک تربیتی اجتماع ختم ہوا ہے۔ اس اجتماع میں کرناٹک کے ایک نوجوان بھی شریک تھے۔ وہ مجھے لے کر گھومنے نکل گئے۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ آج کا اجتماع بہت کامیاب رہا۔ اس میں ایک مقرر مولانا سید جلال الدین عمری تھے۔ جو علی گڑھ سے تشریف لائے تھے۔ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کی مکی زندگی پر بہت پر مغز اور پر اثر تقریر فرمائی۔ وہ خود بھی آب دیدہ ہوگئے اور شرکاء کی آنکھیں بھی تر ہوگئیں۔ مجھے اس نوجوان کی زبانی مولانا کی تعریف سن کر ملاقات کا اشتیاق ہوا، مگر مولانا علی گڑھ واپس جا چکے تھے۔

اس کے بعد مولانا سے میری ملاقات ان کی تحریروں اور مقالات کے ذریعے ہوئی۔ ان کی تحریریں بہت تحقیقی ہوتی تھیں۔ نئے موضوعات پر نئی بحثیں مولانا پیش کرتے اور عصر حاضر میں اس سے کس طرح استفادہ کرنا ہے یہ بتاتے۔ میں نے ان کی تحریروں میں فقہی اختلافات کو ہوا دینے والی کوئی بات نہیں دیکھی۔ ان کے مضامین اگرچہ طویل ہوتے۔ لیکن غیر ضروری کوئی بات نہ ہوتی۔ آخر میں حوالے بھی ہوتے۔

مولانا سے میری بالمشافہ ملاقات علی گڑھ ان کے دفتر میں ہوئی۔ میں جماعت کی طلبہ تنظیم کے ایک پروگرام میں علی گڑھ گیا تھا۔ پروگرام کے بعد میں ان سے ملنے گیا۔ وہ اپنے دفتر میں تھے۔ میز پر موٹی موٹی کتابیں تھیں۔ میں نے سلام کیا۔ مولانا نے خیر مقدم کیا۔ اس کے بعد ادارے کی سرگرمیوں

سے واقف کروایا۔دفاتر گھمائے اورچائے سے ضیافت کی۔اس کے بعدآپ سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔

آپ نائب امیر کی حیثیت میں علی گڑھ سے دہلی منتقل ہوگئے۔دہلی آنے کے بعد زیادہ ملاقاتیں ہوئیں۔پھرآپ ہمارے امیر جماعت ہوگئے۔اب ملاقاتوں کی نوعیت بدل گئی۔آپ نے ہمارے ساتھ مزید مشفقانہ برتاؤ اختیار کیا۔آپ سے مل کر ایسا لگتا جیسے ہم اپنے والد سے مل رہے ہیں۔آپ اسی طرح اوراسی انداز میں نصیحت کرتے جس طرح کوئی باپ اپنی اولاد کوکرتا ہے۔آپ نے امیر جماعت بننے کے بعد مجھے اپنے گھر پر مدعو کیا۔میں ایک ساتھی کے ساتھ پہنچا۔آپ نے پر تکلف ناشتہ کرایا۔میں نے اجتماعات اور میٹنگوں میں آپ سے استفادہ کیا۔نمائندگان میں آپ کی موجودگی سے فیض اٹھایا۔ایک مرتبہ حلقہ اترپردیش مغرب کی شوریٰ کا خصوصی اجلاس آپ نے دہلی میں طلب کیا۔دوروز تک آپ کے ساتھ بیٹھنے کا موقع ملا۔اترپردیش مغرب کے ارکان کا ایک اجتماع تاجپور ضلع بجنور، یوپی میں منعقد ہوا۔اس وقت مجھے اور جامعۃ الفیصل کوآپ کی تین دن تک میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔

مولانا مجھ سے خصوصی محبت کرتے تھے۔ہوسکتا ہے آپ سب سے کرتے ہوں۔لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ مولانا کی مجھ پر عنایات کچھ زیادہ تھیں۔مولانا میری خیریت کے لئے فون کرتے، دہلی جانے پر اپنے مصروف اوقات میں سے وقت عنایت کرتے۔میری ایک کتاب قرآنی اسباق پرآپ نے مقدمہ لکھا۔ایک بار بھٹکل کا ایک وفد جامعۃ الفیصل بجنور آرہا تھا۔آنے سے قبل مولانا عمری صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔اراکین وفد نے بتایا کہ ہم مولانا سراج الدین ندوی کے ادارے میں جارہے ہیں۔یہ سن کر مولانا نے کہا:’’سراج الدین ندوی صاحب بڑا کام کررہے ہیں،اللہ قبول فرمائے اور ان کی کاموں اوران کی عمرمیں برکت دے‘‘۔مولانا نے ایک بار مجھ سے ذکر کیا کہ’’سراج صاحب مجھے شاہین باغ میں ایک زمین کی ضرورت ہے، بیٹا ایک اسکول بنانا چاہتا ہے‘‘ میرا ایک پلاٹ تھا جو186 گز کا تھا۔میں نے کہا’’مولانا آپ میرا پلاٹ لے لیجیے۔‘‘مولانا نے کہا:’’میرے پاس یکمشت رقم نہیں ہے۔‘‘میں نے کہا’’آپ قسطوں میں ادا کردیجیے گا‘‘اور میں نے اپنے لیے یہ سعادت کی بات سمجھی کہ میں مولانا کے کچھ کام آجاؤں، چنانچہ بہت کم قیمت پر وہ پلاٹ میں نے مولانا کے نام کردیا۔میرے دو بیٹے جب ایک کار ایکسیڈینٹ میں شہید ہوئے تو آپ نے مجھے فون کیا۔آپ کے فون نے مجھے بہت تقویت دی۔حالاں کہ اس موقع پر بہت سی جگہوں سے فون آئے، بڑے بڑے علماء وذمہ داران مدارس کے بھی آئے،لیکن جو اپنائیت مجھے مولانا کے فون سے ملی وہ کہیں نہیں ملی۔ایسا اس لیے ہوا کہ مولانا میرے امیر اور مربی تھے۔

مولانا پیدائشی مصنف تھے۔دوران طالب علمی میں ہی آپ نے مضامین لکھنے شروع کردیئے تھے۔پھر یہ ذوق جماعت کی ثانوی درسگاہ میں پروان چڑھا۔اس کے بعدتو آپ باقاعدہ تصنیف کے شعبے سے ہی وابستہ ہوگئے۔مختلف موضوعات پرآپ کی تقریباً چار درجن تصانیف ہیں

مولانا پیدائشی مصنف تھے۔دوران طالب علمی میں ہی آپ نے مضامین لکھنے شروع کردیے تھے۔پھر یہ ذوق جماعت کی ثانوی درسگاہ میں پروان چڑھا۔اس کے بعد تو آپ باقاعدہ تصنیف کے شعبے سے ہی وابستہ ہوگئے۔مختلف موضوعات پر آپ کی تقریباً چار درجن تصانیف ہیں۔ان میں تجلیات قرآن، اوراقِ سیرت، معروف ومنکر، غیر مسلموں سے تعلقات اوران کے حقوق، خدا اور رسول کا تصور اسلامی تعلیمات میں، احکامِ ہجرت و جہاد، انسان اوراس کے مسائل، صحت و مرض اور اسلامی تعلیمات، اسلام اور مشکلاتِ حیات، اسلام کی دعوت، اسلام کا شورائی نظام، اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور، انفاق فی سبیل اللہ، اسلام انسانی حقوق کا پاسباں،کم زور اور مظلوم اسلام کے سایے میں، غیراسلامی ریاست اور مسلمان، تحقیقاتِ اسلامی کے فقہی مباحث جیسی علمی تصانیف آپ کی تراوشِ قلم کا نتیجہ ہیں۔اسلام کا معاشرتی نظام مولانا کی دلچسپی کا خاص موضوع رہا ہے۔عورت اسلامی معاشرے میں،مسلمان عورت کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ،عورت اوراسلام،مسلمان خواتین کی ذمہ داریاں اور اسلام کا عائلی نظام جیسی تصانیف اس کا بہترین ثبوت پیش کرتی ہیں۔آپ کی کئی کتابیں زیرِ ترتیب تھیں۔ان کے علاوہ مختلف علمی اور فکری موضوعات پرآپ کے بہ کثرت مقالات ملک اور بیرون ملک کے رسائل اور مجلّات میں شائع ہوچکے ہیں۔مولانا کی متعدد تصانیف کے تراجم عربی، انگریزی، ترکی، ہندی، ملیالم، کنڑ، تیلگو، مراٹھی، گجراتی، بنگلہ اور تمل وغیرہ میں شائع ہوچکے ہیں۔

مولانا بہترین مقرر بھی تھے۔آپ تقریر کرتے وقت اپنے موضوع پر رہتے،تقریر کے نکات لکھ کر اپنے ہاتھ میں رکھتے۔پوری وضاحت سے اپنی بات رکھتے۔استدال کی قوت اور جوہر خطابت کے سبب آپ مجمع پر چھا جاتے۔۔مولانا کی تقریر اور گفتگو پر مولانا محمد رابع حسنی ندوی،صدر مسلم پرسنل لاء بورڈ نے ایک مرتبہ بورڈ کے اجلاس میں فرمایا:’’مولانا عمری صاحب! آپ کسی موضوع پر جتنے نکات بیان کردیتے ہیں، ہم

اظہار تعزیت

محترم محمد عارف کے بی پرنٹرز کی والدہ 17 اگست 2022 کو اس دنیائے فانی سے کوچ کرگئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سلسلے کشمیرالیوم کے دفتر راولپنڈی میں ایک تعزیتی تقریب منعقد ہوئی جس میں مرحومہ کی جنت نشینی اور بلندی درجات اور عارف صاحب اوراس کے خاندان کیلئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ادارے کے سربراہ کی قیادت میں ایک وفد نے بھی عارف صاحب کے گھر جا کر تعزیت کی۔ ادارہ ماہنامہ کشمیر یوم

بھی نہیں کر پاتے''

آپ قرآن بہت اچھا پڑھتے تھے۔مسجد اشاعت اسلام میں فجر کی نماز کی امامت فرماتے۔آپ کی تلاوت سے ایک سماں بندھ جاتا۔گلے رندھ جاتے۔وہ مقتدی جو عربی سے واقف ہوتے نماز میں کھو جاتے۔یہ آپ کی نیکی،خداترسی اور تقویٰ کی علامت بھی ہے۔آپ لوگوں سے بہت خاکساری سے پیش آتے تھے۔آپ کی خداترسی پر مولانا محمد سالم قاسمیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے بیٹے مولانا محمد سفیان قاسمی نے فرمایا کہ ''مولانا کو دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے'' مولانا شاعر بھی تھے۔انصر تخلص تھا۔اپنے نام کے ساتھ لکھتے تھے۔لیکن جماعت کی ذمہ داریوں نے شاعری کا موقع نہیں دیا۔آپ نے اپنا ذوق تحریک کے لیے قربان کردیا۔اس کے بعد انصر لکھنا بھی چھوڑ دیا۔

آپ قرآن بہت اچھا پڑھتے تھے۔مسجد اشاعت اسلام میں فجر کی نماز کی امامت فرماتے۔آپ کی تلاوت سے ایک سماں بندھ جاتا۔گلے رندھ جاتے۔وہ مقتدی جو عربی سے واقف ہوتے نماز میں کھو جاتے۔یہ آپ کی نیکی،خداترسی اور تقویٰ کی علامت بھی ہے۔آپ لوگوں سے بہت خاکساری سے پیش آتے تھے۔آپ کی خداترسی پر مولانا محمد سالم قاسمیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے بیٹے مولانا محمد سفیان قاسمی نے فرمایا کہ ''مولانا کو دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے'' مولانا شاعر بھی تھے۔انصر تخلص تھا۔اپنے نام کے ساتھ لکھتے تھے۔لیکن جماعت کی ذمہ داریوں نے شاعری کا موقع نہیں دیا۔آپ نے اپنا ذوق تحریک کے لیے قربان کردیا۔اس کے بعد انصر لکھنا بھی چھوڑ دیا

مولانا بحیثیت امیر جماعت ہمارے مربی تھے۔وہ آزادی کے بعد تحریک کے ہراول دستے کے سپاہی تھے۔وہ کئی اداروں جامعۃ الفلاح،سراج العلوم نسواں کالج وغیرہ کے سرپرست اور شیخ بھی تھے۔آپ کم گو تھے۔لیکن جب بولتے تو بہت قیمتی بات زبان سے نکالتے۔مولانا اپنی عمر کے 88 برس پورے کر کے،طویل علالت کے بعد ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔ان کی اہلیہ کا انتقال گزشتہ سال ہو چکا تھا۔اس وقت وہ اپنی بیوہ بیٹی کے گھر پر مقیم تھے۔ان کی بیٹی پروفیسر محمد رفعت سابق امیر حلقہ دہلی کی زوجہ ہیں۔رفعت صاحب کا انتقال کرونا وبا کے دوران ہوگیا تھا۔یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ 26 اگست (1941) جماعت اسلامی کا یوم تاسیس بھی ہے اور 26 اگست (2022) آپ کا یوم وفات ہے۔آپ کی وفات سے دلی صدمہ ہوا۔میں خود کو یتیم محسوس کرنے لگا ہوں۔اللہ تعالیٰ مولانا کی مغفرت فرمائے اور ملک وملت کو ان کا نعم البدل دے۔آمین

☆☆☆

انتقال پُر ملال ماہ جون، جولائی، اگست 2022ء

1۔شیخ جمیل الرحمان صاحب پلوامہ کی (اہلیہ محترمہ) اسلام آباد میں وفات پا گئی ہیں، 2۔محترم سید صلاح الدین صاحب امیر حزب المجاہدین کے (سسر صاحب) مقبوضہ کشمیر میں انتقال کر گئے ہیں،3۔شمشیر بھائی بانہال کے (والدمحترم) مقبوضہ کشمیر میں وفات پا گئے ہیں، 4۔قاری معصب صاحب اسلام آباد اور زبیر صاحب پلوامہ کے برادرنسبتی (عبدالوحید بٹ) ٹھوٹھہ مظفرآباد میں فانی دنیا سے انتقال کر گئے ہیں،5۔شیراز بھائی زینہ گیری کی (والدہ محترمہ) مقبوضہ کشمیر میں وفات پا گئی ہیں۔6 جنید صاحب گاندربل کی (والدہ محترمہ)مقبوضہ کشمیر میں وفات پاگئیں ہیں۔7۔عنایت اللہ صاحب کے (والدمحترم) مقبوضہ کشمیر میں دنیا فانی سے رخصت ہوگئے ہیں 8۔جانباز صاحب اسلام آباد کے (والدصاحب) مقبوضہ کشمیر میں رضائے الٰہی سے فوت ہوئے ہیں۔9۔عمران صاحب قاضی آباد کپواڑہ کراچی میں انتقال کر گئے ہیں۔10۔لیاقت صاحب اگلر پلوامہ مظفرآباد میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے ہیں 11۔خالد سیف اللہ صاحب ڈوڈہ کے (والدِ محترم) مقبوضہ کشمیر میں وفات پاگئے ہیں 12۔شیخ محمد لطیف صاحب ساکن قمرواری سرینگر راولپنڈی کے ایک ہسپتال میں اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں۔13۔سیف اللہ صاحب (محمد شفیع اوڑی بارہمولہ) امبور مظفرآباد رضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں،14۔شاہ فیصل صاحب بانڈی پورہ راولپنڈی کے ایم ایچ ہسپتال میں وفات پا گئے ہیں،15۔مدثر بھائی بڈگام کی (سالی) اسلام آباد میں طویل علالت کے بعد وفات پا گئی ہیں 6۔ارشد ایوب بھائی کولنگام کپواڑہ کے (والدصاحب) مقبوضہ کشمیر میں وفات پا چکے ہیں۔17۔عمر مختار عارف کرناہ ٹنگڈار کپواڑہ کا (بھائی) جموں میں ایک حادثے میں وفات پا گئے ہیں18۔فیاض صاحب کپواڑہ مظفرآباد میں انتقال کر گئے ہیں 19۔یاسین چارلی صاحب پٹن کے بڑے (بھائی) مقبوضہ کشمیر میں انتقال کر گئے ہیں۔

اللہ پاک مرحومین کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا کرے۔آمین

قارئین سے درخواست ہے کہ مرحومین کے لئے خصوصی دعا کریں۔

وادی کے مختلف علاقوں میں مجاہدین اور فوج میں جھڑپیں
کمانڈر لطیف احمد راتھر سمیت 4 مجاہدین شہید، 8 فوجی ہلاک درجنوں زخمی

بھارتی فوج کی ظالمانہ کارروائیاں جاری۔۔۔تین عام شہری جعلی مقابلوں میں شہید

ہمایوں قیصر

8 جولائی 2022ء۔۔ضلع سری نگر کے علاقے برزلہ میں سابق ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل پولیس منیر خان کی رہائش گاہ کے قریب حزب المجاہدین کے برہان بریگیڈ نے ایک کارروائی کے دوران ایک پولیس گاڑی میں بارودی سرنگ نصب کی گئی جس سے عین اس وقت دھماکہ کیا گیا جب پولیس اہلکار اس میں سوار ہوگئے۔اس کارروائی میں کئی اہلکار زخمی ہوگئے جبکہ گاڑی کو بھی شدید نقصان پہنچا۔

16 جولائی 2022ء۔۔ضلع پونچھ کے علاقے میں ایک بھارتی فوجی راجندر کمار نے خود کو آگ لگا کر خودکشی کردی۔اونتی پورہ کے گوری پورہ علاقے میں بھارتی فوج کی گاڑی ایک ٹرک کے ساتھ ٹکر ہوئی جس کے نتیجے میں آٹھ بھارتی فوجی زخمی ہوگئے۔

ضلع سری نگر کے علاقے برزلہ میں سابق ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل پولیس منیر خان کی رہائش گاہ کے قریب حزب المجاہدین کے برہان بریگیڈ نے ایک کارروائی کے دوران ایک پولیس گاڑی میں بارودی سرنگ نصب کی گئی جس سے عین اس وقت دھماکہ کیا گیا جب پولیس اہلکار اس میں سوار ہوگئے۔اس کارروائی میں کئی اہلکار زخمی ہوگئے جبکہ گاڑی کو بھی شدید نقصان پہنچا۔

17 جولائی 2022ء۔۔ضلع پلوامہ کے علاقے میں مجاہدین نے ایک کارروائی کے دوران بھارتی پولیس پارٹی پر فائرنگ کی جس کے نتیجے میں بھارتی پیراملٹری کا ایک افسر ونود کمار ہلاک ہوگیا۔

18 جولائی 2022ء۔۔ضلع پونچھ کے مینڈھر سیکٹر میں کنٹرول لائن کے قریب ایک گرینیڈ دھماکے میں بھارتی فوج کا ایک کیپٹن اور ایک (جے سی او) ہلاک اور چار دیگر زخمی ہوگئے۔ہلاک ہونے والے افسروں کی شناخت کیپٹن آنند اور نائب صوبیدار بھگوان سنگھ کے طور پر ہوئی ہے۔ضلع راجوری کے علاقے میں ایک نالے سے بی ایس سی کے طالب علم شہفید بلال ساکنہ بڈگام کی لاش برآمد کرلی گئی۔

19 جولائی 2022ء۔۔بھارتی پولیس نے جموں میں ایم بی بی ایس کی ایک طالبہ کو گرفتار کرلیا ہے۔طالبہ کو جموں کے علاقے سدھرا میں قائم بترا ہسپتال کے نزدیک گرفتار کیا گیا۔بھارتی پولیس نے گرفتاری کا جواز پیش کرنے کے لئے دعویٰ کیا ہے کہ طالبہ مبینہ طور پر فنڈنگ کیس میں ملوث ہے۔

20 جولائی 2022ء۔۔ ضلع کپواڑہ سے تین طالب علم لاپتہ ہوگئے ہیں۔آٹھویں جماعت کے طالب علم عرفان مشتاق وانی، بارہویں جماعت کے طالب علم ناصر فیاض ڈار اور گیارہویں جماعت کے طالب علم بلال احمد ڈار کے اہل خانہ نے بتایا کہ وہ 18 جولائی کو اپنے اپنے گھروں سے سکول کے لیے نکلے اور واپس نہیں آئے۔سرینگر سے تعلق رکھنے والے 34 سالہ شخص کی لاش دریائے جہلم سے برآمد ہوئی ہے۔

21 جولائی 2022ء۔۔ضلع پلوامہ کے ٹہاب علاقے میں ایک پُراسرار دھماکے میں دو غیر ریاستی مزدور ہلاک ہوگئے۔

22 جولائی 2022ء۔۔ضلع اسلام آباد کے علاقے میں قاضی گنڈ سانگراں کے رہائشی سجاد حسین لون کی لاش برآمد کرلی گئی۔ضلع اسلام آباد ہی کے علاقے پہلگام باباکوٹ سے ایک اور نامعلوم شخص کی لاش برآمد ہوئی ہے۔

23 جولائی 2022ء۔۔جموں خطے کے ضلع پونچھ میں ایک 12 سالہ لڑکا رضوان خان جو کنٹرول لائن کے نزدیک اپنے مویشی چرا رہا تھا بھارتی فوج کی بچھائی ہوئی بارودی سرنگ کے دھماکے میں زخمی ہوگیا ہے۔

24 جولائی 2022ء۔۔سری نگر کے علاقے بمنہ میں نامعلوم افراد نے ایک صحافی شبریز بشیر کو شدید زدوکوب کیا۔

25 جولائی 2022ء۔۔ضلع جموں میں بی ایس ایف افسر رام دیو سنگھ نے ڈیوٹی کے دوران ایک چوکی پر اپنی سروس رائفل سے خود کو گولی مار کر خودکشی کرلی۔

26 جولائی 2022ء۔۔ضلع کولگام کے علاقے بری ہارڈ کاٹھ پورہ میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ ہوا جس کے نتیجے میں بھارتی فوج کے متعدد اہلکار زخمی ہوگئے۔مجاہدین محاصرہ توڑ کر نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔ضلع پونچھ کے سرن کوٹ علاقے میں بھارتی پولیس نے ایک نوجوان باسط منیر کو ہتھیار سمیت گرفتار کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔

27 جولائی 2022ء۔۔ضلع شوپیاں کے علاقے سندھو شرمال میں بھارتی فوج کا ایک اسسٹنٹ کمانڈنٹ دل کا دورہ پڑنے سے ہلاک ہوگیا۔ضلع کپوارہ کے علاقے مڑھل سے تعلق رکھنے والے معروف آزادی پسند کارکن عبدالرؤف تانترے مظفرآباد میں دریا میں ڈوب کر جاں بحق

ہوگئے تھے۔انہیں مقامی قبرستان میں سپردخاک کردیا گیا۔عبدالروف تانترے نے اپنی پوری زندگی جدوجہد آزادی کے لئے وقف کردی اوران کی جدوجہد کو ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔ضلع بانڈی پورہ سے تعلق رکھنے والے مجاہد کمانڈر شاہ فیصل راولپنڈی میں مختصر علالت کے بعد وفات پاگئے۔

29 جولائی2022ء۔۔ضلع کپواڑہ سے دو بے گناہ کشمیری نوجوانوں کو گرفتار کرلیا ہے۔طالب احمد شیخ اور شمیم احمد نامی نوجوانوں کو ضلع کے علاقے لادروان سے گرفتار کیا ہے۔ پولیس نے نوجوانوں کی گرفتاری کا جواز پیش کرنے کیلئے انہیں مجاہد تنظیم کا کارکن قرار دیدیا ہے۔ضلع پلوامہ میں ایک نوجوان حنان یعقوب ساکنہ کریم آباد کالے قانون پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت چودہ ماہ کی غیرقانونی نظر بندی سے رہائی کے چندروز بعد گھر سے لاپتہ ہوگیا ہے۔ بھارتی انتظامیہ نے ضلع سری نگر میں مزید پانچ رہائشی مکان ''یواے پی اے'' کے تحت ضبط کرلیے ہیں۔انتظامیہ نے دعویٰ کیا ہے کہ ان مکانات کو عسکریت پسند استعمال کررہے تھے۔

30 جولائی2022ء۔۔ضلع بارہمولہ کے علاقے وانیگام بالا میں بھارتی فوجیوں نے اپنی ریاستی دہشت گردی کی تازہ کارروائی میں ایک نوجوان اختر حسین بٹ ساکنہ ترچ کنڈی کپواڑہ کو ایک جعلی مقابلے میں شہید کردیا۔اس سے قبل اسی علاقے میں مجاہدین نے ایک حملے میں دو بھارتی فوجی اور ایک پولیس اہلکار کو زخمی کردیا۔جموں کے علاقے میں بھارتی فوج نے تلاشی مہم کے دوران ایک شہری ریشاب بٹ کو گرفتار کرلیا۔

31 جولائی2022ء۔۔ضلع گاندربل کے سونہ مرگ علاقے میں بھارتی فوج کی ایک گاڑی اورالٹ جانے کے باعث کم از کم تین اہلکار زخمی ہوگئے۔جبکہ علاقے کنگن میں ایک موٹر سائیکل سے گرنے سے ایک بھارتی پولیس اہلکار بھی زخمی ہوگیا۔ضلع بانڈی پورہ کے علاقے اشٹنگو میں ایک مشترکہ کارروائی کے دوران بھارتی پولیس نے فیصل گلزار ساکنہ ہلرار ہامہ کو عسکریت پسند قرار دے کر گرفتار کردیا۔بارہمولہ کے بنیر علاقے میں بھارتی فوج نے ایک معرکے کے دوران ایک مجاہد ارشاد احمد ساکنہ پٹن بارہمولہ کو شہید کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔یادرہے ارشاد احمد کے والد حزب المجاہدین کے کمانڈر تھے جو2015ء میں بھارتی فوج کیساتھ ایک جھڑپ کے دوران شہید ہوگئے تھے۔ پولیس، بھارتی فوج نے سوپور کے علاقے ہادی پورہ رفیع آباد کے قریب ایک مشترکہ ناکہ لگایا۔اس دوران دونوجوان بھارتی فورسز کو دیکھتے ہوئے سڑک سے قریبی باغات کی طرف بھاگ گئے۔ بھارتی فورسز نے ان کا پیچھا کر کے انہیں پکڑ لیا۔گرفتار نوجوانوں کی شناخت طارق احمد وانی اور اشفاق احمد وانی کے طور پر ہوئی ہے۔ قابض فورسز نے نوجوانوں کی گرفتاری کا جواز پیش کرنے کے لئے انہیں عسکریت پسند قرار دیا۔

یکم اگست2022ء۔۔جموں کے گول رام بن علاقے میں ایک بھارتی پولیس چوکی پر مجاہدین نے گرینیڈ پھینکا جس کے نتیجے میں متعدد اہلکار زخمی ہوگئے۔

3 اگست2022ء۔۔سری نگر کے علاقے آلوچی باغ میں ایک محاصرے کے دوران مجاہدین نے بھارتی پولیس کی ایک گاڑی پر فائرنگ کی جس کے نتیجے میں متعدد اہلکار زخمی ہوگے۔ضلع راجوری ضلع کے علاقے بدھل میں نام نہاد تلاشی آپریشن کے دوران ولیج ڈیفنس کمیٹی کے ممبر نے فائرنگ کر کے ایک شہری کو زخمی کیا۔ضلع کولگام کے علاقے فرصل میں ایک بھارتی فوجی اپنے ساتھی کی رائفل حادثاتی طور پر چلنے سے زخمی ہوگیا۔

4 اگست2022ء۔۔ضلع پلوامہ کے علاقے گدورہ میں نامعلوم افراد نے غیر کشمیری مزدوروں پردستی بم سے حملہ کیا جس سے ایک مزدور ہلاک اور دو زخمی ہوگئے۔ بھارتی پولیس نے شمالی کشمیر کے قصبے ہندواڑہ سے تین بے گناہ کشمیری نوجوانوں کو گرفتار کرلیا ہے۔پولیس نے نوجوانوں کو قصبے میں واقع فروٹ منڈی کے قریب ایک عارضی چوکی سے کیا۔دونوجوانوں کی شناخت منظور احمد اور

شوکت احمد بٹ کے طور پر ہوئی ہے۔

5 اگست2022ء۔۔ضلع کولگام کے علاقے ریڈوانی میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان ایک معرکہ پیش آیا۔معرکے میں مجاہدین کی فائرنگ سے متعدد بھارتی فوجی اہلکار زخمی ہوگئے۔مجاہدین فائرنگ کر کے محاصرہ توڑ کر نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔ بھارتی فوج نے ظالمانہ کارروائی کر کے اندھادھند فائرنگ کی جس کے نتیجے میں ایک نوجوان منظور احمد لون ساکنہ کولگام شہید ہوگیا۔

6 اگست2022ء۔۔ضلع ڈوڈہ کے گول علاقے میں ایک دھماکے میں ملوث ہونے کے الزام میں بھارتی فوج نے علاقے سے دونوجوانوں کو گرفتار کرلیا۔

7 اگست2022ء۔۔سرینگر کے لاوے پورہ علاقے میں بھارتی فوج نے ایک ناکے پر تلاشی مہم کے دوران ایک نوجوان ارشاد احمد بٹ ساکنہ بڈگام کو مجاہدین کے ساتھ بطور بالائی ورکر کام کرنے کے الزام میں گرفتار کرلیا۔ضلع ڈوڈہ میں ضلع کے سیشنز کورٹ میں دوران ڈیوٹی اپنی سروس رائفل سے ایک بھارتی فوجی گرمیش سنگھ نے خود پر گولی مار کر خودکشی کی۔اس تازہ واقعے سے جنوری2007 سے مقبوضہ علاقے میں خودکشی کرنے والے بھارتی فوجیوں اور پولیس اہلکاروں کی تعداد بڑھ کر550 ہوگئی۔ضلع کٹھوعہ کے گاوں مگرکھڈ میں تلاشی آپریشن کے دوران ایک شخص محمد

شریف کو گرفتار کرلیا۔ بھارتی پولیس نے سرینگر میں عزاداروں کو جلوس نکالنے کی کوشش کرنے پر گرفتار کرلیا۔ پولیس نے درجنوں عزاداروں کو اس وقت گرفتار کرلیا جب انہوں نے سرینگر کے کچھ علاقوں میں پابندیوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے محرم الحرام کے جلوس نکالنے کی کوشش کی۔ ضلع اسلام آباد کے علاقے ونپوہ میں سرسونا ریلوے ٹریک کے قریب پُراسرار حالت میں ایک شخص مشتاق احمد ڈار ولد عبدالرزاق کی لاش برآمد ہوئی ہے۔ ضلع کپواڑہ میں سری نگر کپواڑہ ہائی وے پر بوہامہ کے مقام پر ایک سڑک حادثے میں بھارتی پیراملٹری سینٹرل ریزرو پولیس فورس کے دو اہلکار اور ایک شہری زخمی ہوگئے۔

9 اگست 2022ء۔ سرینگر کے علاقے برزلہ میں سادہ کپڑوں میں ملبوس نامعلوم افراد نے

عام شہریوں کے گھروں کو نذر آتش کرنے کیلئے پٹرول بم پھینکے جس کی وجہ سے علاقے میں شدید خوف وہراس پھیل گیا۔

10 اگست 2022ء۔ ضلع بڈگام کے علاقے وترہیل علاقے میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان ایک معرکہ پیش آیا جس کے نتیجے میں تین مجاہدین کمانڈر لطیف احمد راتھر ساکنہ بدی پورہ چاڈورہ، ثاقب مشتاق خان اور مظفر احمد چوپان ساکنہ کھنموہ سرینگر نے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ جھڑپ کے دوران ایک مکان کو بھارتی فوج نے مارٹر شیلنگ کرکے تباہ کردیا۔ جموں کے مضافاتی علاقے میران صاحب میں قائم فوجی کیمپ میں سنتری یوگیش کمار نے ڈیوٹی کے دوران اپنی سروس رائفل سے سر میں گولی مار کر اپنی زندگی کا خاتمہ کردیا۔

11 اگست 2022ء۔ ضلع راجوری کے پرگال علاقے میں مجاہدین نے ایک بھارتی فوجی کیمپ پر فدائی حملہ کیا جس کے نتیجے میں پانچ بھارتی فوجی ہلاک ہوگئے اور دیگر پانچ اہلکار زخمی ہوئے۔ بھارتی فوج نے حملے کے دوران دو مجاہدین کو شہید کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔

12 اگست 2022ء۔ ضلع اسلام آباد کے علاقے بیج بہاڑہ میں مجاہدین نے فائرنگ کرکے ایک بھارتی پولیس اہلکار کو زخمی کردیا۔ بھارتی دارالحکومت نئی دہلی میں ایک کشمیری نوجوان 27 سالہ عادل احمد بٹ ساکنہ پٹن کی لاش پُراسرار طور پر برآمد ہوئی۔ ضلع بانڈی پورہ میں ایک 19 سالہ غیر کشمیری مزدور کو قتل کردیا۔ محمد امریج نامی بھارتی مزدور کو ضلع کے علاقے حاجن میں گولیاں ماری گئیں۔ وہ بعدازاں سرینگر کے ایک ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسا۔

13 اگست 2022ء۔ ضلع گاندربل کے وسکورہ میں ایک سڑک حادثے میں بھارتی پیراملٹری سینٹرل ریزرو پولیس فورس کی دو گاڑیاں آپس میں ٹکرا گئیں جس کے نتیجے میں کم از کم چھ اہلکار زخمی ہوگئے۔ سرینگر کے علاقے عیدگاہ علاقے میں مجاہدین نے ایک کارروائی کے دوران بھارتی فوج کے ایک بنکر پر دستی بم سے حملہ کیا جس سے ایک سب انسپکٹر پرویز رانا زخمی ہوگیا۔ ضلع گول کے علاقے میں پولیس نے محمد عباس اور عبدالمجید نامی نوجوانوں کو گرفتار کیا۔ دونوں کو رام بن پولیس ناکے پر حملے میں ملوث ہونے کے الزام میں گرفتار کیا۔ جموں وکشمیر میں نریندر مودی کی زیر قیادت فسطائی بھارتی حکومت نے سیاسی انتقام کی اپنی پالیسی جاری رکھتے ہوئے مزید چار سرکاری ملازمین کو انکی یا انکے رشتہ داروں کی جاری تحریک آزادی سے وابستگی کی وجہ سے برطرف کردیا ہے۔ برطرف کیے گئے ملازمین میں غیر قانونی طور پر نظر بند حریت رہنما فاروق احمد ڈار کی اہلیہ اور آزادی پسند رہنما سید صلاح الدین کا ایک بیٹا بھی شامل ہیں۔ چاروں ملازمین کو آئین کے آرٹیکل 311 کے تحت ملازمت سے برطرف کیا گیا تھا جو بھارتی حکومت کو بغیر کسی تحقیقات کے ملازمین کو برطرف کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ فاروق احمد ڈار المعروف بٹہ کراٹے اس وقت نئی دہلی کی بدنام زمانہ تہاڑ جیل میں بند ہیں۔ ان کی اہلیہ جموں وکشمیر ایڈمنسٹریٹو سروسز آفیسر دیہی ترقی کے ڈائریکٹوریٹ میں تعینات تھیں۔ سید عبدالمعید، مینیجر انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی ڈیپارٹمنٹ آف انڈسٹریز اینڈ کامرس، حزب المجاہدین کے سربراہ سید صلاح الدین کے بیٹے ہیں۔ برطرف کیے گئے دیگر ملازمین میں ایک سائنسدان ڈاکٹر محبّ احمد بٹ اور کشمیر یونیورسٹی کے سینئر اسسٹنٹ پروفیسر ماجد حسین قادری شامل ہیں۔ یاد رہے کہ مودی حکومت نے مقبوضہ علاقے میں اب تک درجنوں سرکاری ملازمین کو جموں وکشمیر پر بھارتی ناجائز قبضے سے آزادی کے لیے کشمیریوں کی جاری تحریک کی حمایت کرنے کے الزام میں برطرف کردیا ہے۔

14 اگست 2022ء۔ ضلع کولگام کے علاقے قیموہ میں مجاہدین نے ایک کارروائی کے دوران بھارتی پولیس پارٹی پر دستی بم سے حملے میں بھارتی پولیس کا ایک اہلکار ہلاک ہوگیا ہے۔ ہلاک ہونے والے پولیس اہلکار کی شناخت طاہر خان کے نام سے ہوئی ہے جو پونچھ کا رہائشی ہے۔

15 اگست 2022ء۔ سرینگر کے علاقے نوہٹہ میں محاصرے اور تلاشی کی ایک کارروائی کے دوران ایک حملے میں شدید زخمی پولیس اہلکار کو اسپتال منتقل کیا گیا جہاں وہ دوران علاج دم توڑ گیا۔ ضلع بڈگام کے گوپال علاقے میں دستی بم کے حملے میں ایک اقلیتی ممبر کرن سنگھ زخمی ہوگیا۔ ضلع پونچھ میں مینڈھر کے علاقے نار بالاکوٹ میں بھارت کے یوم آزادی کی تقریب کے دوران ایک پراسرار دھماکہ ہوا۔ دھماکے سے ایک گاڑی کو نقصان پہنچا۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب ایک مقامی سرپنچ آفتاب خان پنچایت گھر پر بھارتی پرچم لہرا رہے تھے۔

☆☆☆